بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث



ہفت روزہ
اہلِ حدیث لاہور

مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کا ترجمان

مسلک اہلِ حدیث کا داعی

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

جلد: 48 | یکم تا ۷ رجب ۱۴۳۸ھ 31 مارچ تا 6 اپریل 2017ء | شمارہ: 13

حُرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

توہینِ رسالت اور ذاتی اظہار رائے!



حجرِ اسود

روئے زمین پر جنت سے آیا ہوا پتھر!



حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

ارضِ پاک میں نکلنے والا چاند طیبہ میں جا کے ڈوبا!



نظریۂ پاکستان

دو قومی نظریہ ہی پاکستان کی نظریاتی اساس!



قرآن و سنت کی روشنی میں





مطلقہ و بیوہ کے لیے ولی کی اجازت؟!



کورٹ میرج کی شرعی حیثیت؟



نظر بد کا علاج......؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد رحمہ اللہ

ثابت قدمی اور صبر!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۴۶﴾ (آل عمران)

''اور کتنے ہی انبیاء علیہم السلام ہیں کہ جن کے ہم رکاب ہو کر اللہ والوں نے جہاد کیا، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں، لیکن انہوں نے ہمت ہاری اور نہ سست ہوئے اور نہ ہی دبے (بلکہ استقامت دکھائی) اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

بعض اوقات انسان کسی مشکل صورت حال سے گزرتے ہوئے، یا اپنے کسی منصوبہ میں ناکامی دیکھتے ہوئے ہمت ہار جاتا ہے۔ پھر شکوہ کناں ہوتا ہے، آہ وزاری اور دوسروں سے بدگمانی کرتا ہے۔ حالات کے آگے جھک سا جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا علاج بھی بتلایا ہے اور اپنی برگزیدہ ہستیوں کی مثال پیش کر کے آج کے مسلمان کو سمجھایا ہے کہ ''حالات کی سختی کہیں تمہارے مقصد اور ہدف کے درمیان حائل نہ ہو جائے۔ بلکہ اللہ والوں کا شیوہ رہا ہے کہ جب بھی نامساعد اور غیر موافق حالات ہوئے' جب بھی سختیوں، آزمائشوں اور پریشانیوں نے گھیرا، دشمن اندرونی و بیرونی حربوں سے تمہاری اجتماعیت کا شیرازہ بکھیرنے لگے تو ایسے وقت میں ہمت نہیں ہارنی اور نہ ہی سست روی کا شکار ہونا ہے بلکہ دین پر استقامت اور ثابت قدمی کے ذریعہ سختیوں کا مقابلہ کرنا ہے اور صبر کا دامن تھامے رکھنا ہے۔ یہی یہ چیز تمہیں کامیاب اور مقصد کے قریب تر کردے گی کیونکہ آخر کار ایک مسلمان کا ہدف حقیقی واساسی اپنے رب کی رضا ہی تو ہے اور جب اللہ کے محبوب بن جاؤ گے تو اللہ کی رضا کے حقدار تو خود بخود ہو جاؤ گے:

﴿فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ﴾ (آل عمران)

''پس اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں فتح وکامیابی اور آخرت میں خوب جزاء وعطاء سے نوازا۔''

آیت مبارکہ میں اہل ایمان کے لیے تسلی اور مشکل اوقات میں قابل اقتداء لوگوں کی عادت اپنانے اور ان کی اقتداء کی ترغیب ہے۔ یعنی اہل ایمان کے دل کمزور ہوتے ہیں نہ بدن، وہ عاجزی اور فروتنی ظاہر کرتے ہیں اور نہ ہی حالات کے سامنے ہتھیار ڈال کر مایوسی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بلکہ تن دہی، چستی اور ثابت قدمی سے حالات کا مقابلہ کرتے ہیں اور اپنا حوصلہ بڑھاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ آہ وزاری کی بجائے حرف دعا زبان پر لاتے ہیں:

﴿رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۵۰﴾ (آل عمران)

''اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے، اور ہمارے کاموں میں جو بے جا زیادتی ہوئی ہے اس سے درگزر فرما، ہمیں ثابت قدمی اور دشمن کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔''

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی حفظہ اللہ

کبیرہ گناہ

[عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟" ثَلاَثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: "الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ -وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ- أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ". قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ.] (بخاری)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے متعلق نہ بتاؤں؟'' یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ ہم نے عرض کیا' کیوں نہیں اللہ کے رسول!؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے' اچانک بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: ''جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔'' آپ ﷺ اس بات کو بار بار دہرانے لگے یہاں تک کہ ہم نے کہا' کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

نبی کریم ﷺ اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تباہی سے بچانے اور راہ ہدایت پر لانے کے لیے ہر وقت کوشش فرماتے اور ان کی رہنمائی اس انداز میں فرماتے کہ وہ ہر وقت آپ ﷺ کی باتوں کو سننے اور اُن پر عمل کرنے کی خواہش اور کوشش کرتے۔

ذکر کردہ حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے بڑا عمدہ اسلوب اختیار فرمایا کہ ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟'' تو سب نے عرض کیا ضرور فرمائیں۔ اس طرح آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غور سے سننے کی ترغیب دی اور فرمایا: ''شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ ایسے ہی والدین کی نافرمانی بھی۔'' پھر فرمایا: ''جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔''

جب آپ ﷺ نے جھوٹ اور جھوٹی گواہی کا تذکرہ فرمایا تو بار بار اسے دہرایا۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے آپ ﷺ کی طبیعت میں اس قدر گھبراہٹ تھی کہ آپ ﷺ ٹیک لگا کر حالت آرام میں تھے کہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بار بار فرمانے لگے: ''جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔'' آپ ﷺ نے اس بات کو اتنا دہرایا کہ پاس بیٹھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں خواہش پیدا ہوگئی کہ کاش رسول اللہ ﷺ خاموشی اختیار فرلیں تاکہ آپ کی طبیعت سے اضطراب جاتا رہے۔

گناہ دو قسم کے ہیں' ایک کبیرہ گناہ اور دوسرے صغیرہ گناہ۔ کبیرہ گناہ وہ ہے جس کے بارے میں دنیا میں حد نافذ کی جائے اور آخرت میں اس پر وعید سنائی گئی ہو اور اس عمل کا مرتکب لعنت' پھٹکار' اللہ کی ناراضگی' ایمان کے خاتمے اور جنت سے محرومی کا باعث بنے۔ یہ توبہ کے بغیر صاف نہیں ہوتا۔ صغیرہ گناہ نیک اعمال کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں۔ شرک سب سے بڑا گناہ ہے والدین کی نافرمانی بھی کبیرہ گناہ ہے۔ جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا بھی گناہ کبیرہ میں شامل ہے۔ جھوٹ اور جھوٹی گواہی کی آپ ﷺ نے سختی سے مُمانعت فرمائی ہے۔ مگر اکثر لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو ہر مفید عمل کی ترغیب دی اور ہر نقصان دینے والے عمل سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔

۱۹ سال بعد مردم شماری کا آغاز!

خوشی کی بات ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کی ہدایات کی روشنی میں مشترکہ مفادات کونسل کے متفقہ فیصلہ کے مطابق پورے ملک کے تمام صوبوں میں ۱۹ سال کے بعد مردم شماری کا آغاز ہو چکا ہے۔ پہلا مرحلہ ۱۵ مارچ سے ۱۳ اپریل اور دوسرا مرحلہ ۲۵ اپریل سے ۲۴ مئی تک مکمل ہوگا۔ جس سے ملک کے کونے کونے میں مقیم افراد کے متعلق ڈیٹا اکٹھا کیا جائے گا۔ مشترکہ مفادات کونسل کا بنیادی مقصد وفاق اور اس کی اکائیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط رکھنے‘ ان کے مابین کسی قسم کے اختلافات طے کرانے‘ قومی اہمیت اور باہمی دلچسپی کے امور کو حل کرنے کے لیے آئینی تقاضے بروئے کار لانا ہے۔ لہٰذا کونسل کو قومی تعمیر وترقی اور اس کے بنیادی اہداف کے حصول کے لیے مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے۔

مردم شماری کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ دینی وسیاسی جماعتوں کی زندگی میں جس طرح رکن سازی بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور وہ مختلف اوقات میں رکن سازی کے لیے بھرپور مہم چلاتی ہیں اور اپنی افرادی قوت کی روشنی میں آئندہ انتخابات کے حوالہ سے سیاسی منصوبہ بندی اور لائحہ عمل مرتب کرتی ہیں۔ اسی طرح حکومتیں مردم شماری صرف آبادی کا اندازہ لگانے کے لیے نہیں کرتیں‘ بلکہ ان کا مقصد افرادی قوت کو ملک کی سماجی‘ اقتصادی‘ انتظامی ترقی اور فلاح وبہبود کے لیے استعمال کرنا ہوتا ہے۔ ایسی معلومات اکٹھی کی جاتی ہیں جن سے ملک میں بسنے والے لوگوں کی اقتصادی حالت‘ تعلیمی معیار‘ ذرائع معاش اور انفرادی مصروفیات کا علم ہو سکے۔ یہ بھی معلوم ہو سکے کہ آبادی میں بچوں‘ جوانوں اور بوڑھوں کی تعداد اور تناسب کیا ہے؟ عورتیں کتنی ہیں؟ اور آبادی میں کس تناسب سے اضافہ ہو رہا ہے؟ چنانچہ مردم شماری کے کوائف سامنے رکھ کر مستقبل کی معاشی منصوبہ بندی کی جاتی ہے اور لوگوں کے لیے صحت‘ تعلیم‘ رہائش اور سفر کی سہولتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ پانچویں مردم شماری ۱۹۹۸ء میں میاں محمد نواز شریف کی سابق دور حکومت میں ہوئی تھی۔ اس کے بہت سے انتظامات ہو چکے تھے مگر آمر مشرف نے حکومت پر غیر جمہوری‘ غیر اسلامی اور غیر اخلاقی طور پر قبضہ کر لیا اور مردم شماری کے لیے کوششیں کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکیں۔ خدا کرے اب مردم شماری کا یہ مرحلہ بخیر وخوبی تکمیل کو پہنچ جائے اور ملک کو ضروری کوائف میسر آ جائیں۔ کیونکہ انیس سال میں ملک کی آبادی میں خاصہ اضافہ ہوا ہے۔ شہر پھیل چکے ہیں‘ چھوٹی چھوٹی بستیاں قصبوں کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔ اس لیے مردم شماری کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔

یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ قومی وصوبائی اسمبلیوں کی حلقہ بندی کرنے کے لیے آبادی کے اعداد وشمار کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح صوبائی حکومتوں کو لوکل باڈیز کی حلقہ بندی کرنے اور بلدیات کے اراکین کے تعین کے لیے آبادی کے اعداد وشمار کی ضرورت ہوتی ہے۔ حکومت سرکاری آسامیوں کی تقسیم بھی علاقائی آبادی کے مطابق کرتی ہے۔ اضلاع اور تحصیلوں وغیرہ کی تقسیم اور نئے تھانوں کے قیام کا زیادہ انحصار اس علاقے کی آبادی پر ہوتا ہے۔ خوراک کی تقسیم‘ ذرائع روزگار کی فراہمی‘ اسکولوں اور کالجوں کا قیام‘ ہسپتالوں اور صحت عامہ کے دوسرے منصوبوں کی تکمیل‘ مکانات کی تعمیر‘ بجلی اور پانی کی منصوبہ بندی‘ ذرائع آمد ورفت اور صنعتوں کی ترقی کے لیے بھی آبادی کو پیش نظر رکھنا ہوتا ہے۔ ایسی صورت حال میں سب اہل وطن کی یہ قومی ذمہ داری ہے کہ مردم شماری کے لیے اگر کوئی کارکن آپ کے دروازے پر دستک دے تو آپ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس قومی فرض کو پورا کریں‘ مردم شماری کے عملے کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں اور درست معلومات مہیا کر کے ایک محب وطن شہری کا فرض ادا کریں۔

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی

اس شمارہ میں

ادارہ سے جملہ خط وکتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ”اہل حدیث“ دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان
106 راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زر تعاون بھیجنے کے لیے
میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239

بدل اشتراک
سالانہ	600/- روپے
ششماہی	350/- روپے
بذریعہ وی پی	650/- روپے
بیرونی ممالک سے	6000/- روپے
فی پرچہ	20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لیے ”لسٹر پرنٹ ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

آخر میں ہم حکومت سے جہاں یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس بار مردم شماری کو با مقصد بنانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے وہاں یہ مطالبہ بھی کریں گے کہ وہ ملک سے غیر قانونی قیام پذیر غیر ملکی افراد کو قانونی انداز میں ملک سے باہر نکالنے میں کسی روایتی غفلت کا مظاہرہ نہ کرے۔ اس سے یقیناً ملک وملت کا بھلا ہوگا۔

کلمہ کے نام پر بننے والے ملک میں لبرل ازم، سیکولرازم نہیں بلکہ محمد عربی ﷺ کا نظام چلے گا۔ امیر محترم

پاکستان لا الٰہ الا اللہ کا دیس ہے، نوجوان نظریہ پاکستان کے احیاء کے لیے متحد وبیدار ہو جائیں، روشن منزلوں کا تعین نوجوان کریں گے

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ پاکستان میں دین کے اصل بیانیہ کی بنیاد صرف اور صرف قرآن وسنت ہے۔ پاکستان لا الہ الا اللہ کی جاگیر ہے۔نوجوان نظریہ پاکستان کے احیاء کے لئے متحد و بیدار ہوجائیں،روشن منزلوں کا تعین نوجوان کریں گے۔لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر اسلامیان ہند متحد ہوئے۔اسی بنیاد پر ہی پاکستان مستحکم ہوگا۔اس امر کا اظہار انہوں نے مرکز راوی روڈ میں اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کے زیر اہتمام طلبہ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ اہانت رسول ﷺ دنیا کی سب سے بڑی دہشت گردی ہے۔کلمہ کے نام پر بننے والے ملک میں لبرل ازم،سیکولر ازم نہیں بلکہ محمد عربی ﷺ کا نظام چلے گا۔ مذہبی و سیاسی جماعتوں سمیت پوری قوم ملک کو لبرل بنانے کی کوششیں کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ پاکستان میں اسلامی معاشرہ قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے،جو اس وقت لبرل ازم کی بات کرے گا وہ آئین پاکستان کا دشمن ہوگا اور شہدائے پاکستان کے زخموں پر نمک پاشی کرے گا۔انہوں نے کہا کہ تحریک پاکستان اس وقت تک جاری رہے گی جب تک جغرافیہ مکمل نہیں ہوگا اور کشمیر پاکستان کا حصہ نہیں بنے گا۔پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ دین میں فرقہ بندی کی کوئی گنجائش نہیں، کوئی جماعت یا تنظیم نہ تو جہاد کا اعلان کرسکتی ہے اور نہ ہی اپنا نظریہ دوسروں پر مسلط کرنے کی مجاز ہوتی ہے لہٰذا اگر کوئی گروہ یا جماعت کسی اسلامی مملکت میں متوازی حکومت قائم کرتی ہے یا حکومت کے ضابطہ قوانین کو تسلیم نہیں کرتی تو یہ ارتداد کہلاتا ہے، قرآن کریم میں ایسے فتنے کو سرکشی خیال کیا جاتا ہے جس کی سزا دین میں موت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت ﷺ پر جسٹس صدیقی نوٹس نہ لیتے تو حکومت کبھی سنجیدہ نہ ہوتی ۔اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر عبدالقدیر فاروقی نے کہا کہ تعلیمی نصاب میں تبدیلیاں کی جارہی ہیں۔ سید احمد شہید کی جماعت مجاہدین کی سکھوں کے مظالم کے خلاف تحریک کو مطالعہ پاکستان سے خارج کیا جارہا ہے۔اس لیے ہم ملک گیر سطح پر اسلامی اقدار اور نظریہ پاکستان کے دفاع کی تحریک چلائیں گے اور مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار کے آگے بند باندھیں گے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ میٹرک اور انٹر کی سطح پر قرآن مجید ناظرہ اور ترجمہ کے ساتھ شامل نصاب کرنے کے اعلان کو عملی شکل دی جائے۔ سیرت النبی ﷺ کے گوشوں کو بھی شامل نصاب بنایا جائے۔طلبہ کنونشن سے سینئر نائب امیر مولانا علی محمد ابوتراب ،امیر پنجاب مولانا عبدالستار حامد، مولانا عبدالباسط شیخوپوری، حافظ بابر فاروق رحیمی، قاری سید عتیق الرحمٰن شاہ ودیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔

غدار پاکستان کے انکشاف کے بعد پی پی پی بے نقاب ہو گئی۔ پروفیسر ساجد میر

اسلام، ملک اور نبی کریم ﷺ کے غدار دندناتے پھر رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ غدار پاکستان کے انکشاف کے بعد پیپلز پارٹی بے نقاب ہوگئی۔ آئین پاکستان کے تحت حسین حقانی غداری کی ہر تعریف پر پورا اترے ہیں۔اس نے اپنے کالم میں خود کو غدار ثابت کیا ہے۔اسلام ،ملک اور نبی ﷺ کے غدار دندناتے پھر رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اپنے ردعمل میں ان کا کہنا تھا کہ گستاخ پیجز چلانے والے بلاگرز کے بیرون ملک فرار کی تحقیقات ہونی چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام جبرا مذہب تبدیل کرنے کی نہیں البتہ گستاخ رسول ﷺ کی گردن اڑانے کی ضرور اجازت دیتا ہے ۔ ارکان اسمبلی اپنے قائدین کی عزت اور شان میں گستاخی پر ایک دوسرے کو کے مار سکتے ہیں اور گھروں تک پہنچ سکتے ہیں تو گستاخان رسول ﷺ ازواج مطہرات ،اصحاب رسول واہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین پر خاموش کیوں ہیں۔معاشرے میں فساد کو روکنا ہے تو گستاخوں کو لٹکانا ہوگا۔ ہم اسلام ، نبی ﷺ اور وطن کے غداروں کے خلاف نیشنل ایکشن پلان کے تحت فوجی عدالتوں میں مقدمات چلانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔حسین حقانی اخلاقی سطح سے نیچے گر کر امریکی حلقوں میں اثر ورسوخ حاصل کرتے رہے، یہ اس ملک اور پیپلز پارٹی کی بدقسمتی کی انتہا ہے۔ پروفیسر ساجد میر کا کہنا تھا کہ سابق سفیر وہی زبان استعمال کرتا ہے جو کچھ امریکی ارکان کانگریس کرتے ہیں۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ یہ ان کی زبان بولتا ہے اور انہیں خوش کرنے کے لیے ملکی مفادات کو نقصان پہنچا رہا ہے۔

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابومحمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: markaz.dirasat@gmail.com

کورٹ میرج کی شرعی حیثیت

سوال میری عمر تیس سال سے متجاوز ہو چکی ہے' میں برسر روزگار ہوں' میرے رشتے بھی آتے ہیں لیکن والد صاحب میرا رشتہ کسی بوڑھے یا نابالغ بچے سے کرنا چاہتے ہیں تاکہ انہیں میری تنخواہ ملتی رہے' ایسے حالات میں کیا مجھے کورٹ میرج کی شرعاً اجازت ہے؟ جبکہ والد صاحب میری کوئی بات نہیں سنتے۔

جواب ہماری شریعت میں عورت اس قدر مطلق العنان نہیں ہے کہ وہ جب چاہے جہاں چاہے اپنی مرضی سے اپنی شادی رچا لے اور نہ ہی وہ اس قدر مجبور ہے کہ اس کا سرپرست جب چاہے جہاں چاہے عورت کی رضا کے بغیر اس کا عقد کر دے۔ بلکہ اس نے اعتدال کو قائم رکھتے ہوئے شادی کے لیے ولی کی اجازت اور عورت کی رضامندی کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''جو کہتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔'' (بخاری' النکاح: باب نمبر ۳۷)

امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ جو حدیث ان کے معیار صحت پر پوری نہیں اترتی لیکن اس کا معنی اور مضمون صحیح ہوتا ہے تو اسے عنوان میں رکھ کر دیگر احادیث سے اس معنی کی تائید کرتے ہیں' اس عنوان کو امام بخاریؒ نے دیگر احادیث سے ثابت کیا ہے' بلکہ یہ عنوان بھی ایک حدیث ہے جسے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔'' (ابوداود' النکاح: ۲۰۸۵)

ایک دوسری حدیث میں اس کی مزید وضاحت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نکاح باطل اور مردود ہے جو ولی کی اجازت کے بغیر ہو' رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو تین مرتبہ دہرایا۔ (مسند امام احمد: ج ۶' ص ۴۷)

ایک تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ عورت بدکار ہے جو اپنا نکاح خود کرے۔'' (ابن ماجہ' النکاح: ۱۸۸۲)

ان احادیث سے ولی کی اہمیت اور حیثیت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ عقد نکاح میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے' لیکن اگر قرائن سے پتہ چل جائے کہ وہ عورت کا خیرخواہ نہیں بلکہ وہ اپنے مفادات کی خاطر عورت کی خواہشات کا خون کرنا چاہتا ہے تو اس کی ولایت کسی دوسرے ولی کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جو اس کا خیرخواہ اور ہمدرد ہوتا ہے۔

صورت مسئولہ میں بھی ولی یعنی لڑکی کا باپ جو انتہائی لالچی اور زر پرست معلوم ہوتا ہے' اس بناء پر اس کی ولایت کسی دوسرے قریبی ولی کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ چنانچہ بعض روایات میں ولی مرشد کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ لہٰذا ہمارے رجحان کے مطابق لڑکی کا بھائی یا چچا کسی موزوں رشتے سے اس کا عقد کر دے' ایسے حالات میں بھی ہم کورٹ میرج کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ یہ ایک چور دروازہ ہے جو بدکار اور غلط قسم کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اگر کوئی قریبی رشتہ اس کا ولی نہیں تو محلے کے سرکردہ چند آدمیوں کی پنچائت بنا کر اس کا رشتہ کر دیں۔ امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم!

طلاق یافتہ کے نکاح کے لیے ولی کی اجازت

سوال میں ایک طلاق یافتہ تقریباً چالیس کی عمر میں ہوں' جہاں میں شادی کرنا چاہتی ہوں والد گرامی اس رشتے پر راضی نہیں ہیں' کیا مجھے اجازت ہے کہ میں ان کی رضامندی کے بغیر شادی کر لوں' کیا طلاق یافتہ عورت کے لیے ولی کی اجازت ضروری ہے؟

جواب ہمارے ہاں عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ شوہر دیدہ عورت کے لیے ولی کی اجازت ضروری نہیں۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث کو پیش کیا جاتا ہے جسے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شوہر دیدہ اپنی ذات کے متعلق اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے جبکہ کنواری کے متعلق اس کا والد اس سے اجازت طلب کرے گا۔'' (مسلم' النکاح: ۳۴۷۷)

اس حدیث کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ شوہر دیدہ عورت اپنا نکاح کرنے میں آزاد ہے' اسے ولی کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اسے اپنے شوہر کے انتخاب میں اختیار دیا گیا ہے اور ولی کو کہا گیا ہے کہ وہ اس میں رکاوٹ نہ ڈالے اور اس کی مخالفت نہ کرے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے: ''بیوہ کے معاملہ میں ولی کو اختیار نہیں۔'' (النسائی' النکاح: ۳۲۶۵)

اس سلسلہ میں اگر ولی اپنی مرضی سے کہیں نکاح کر دیتا ہے تو اسے فسخ کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سیدہ خنساء بنت حذام رضی اللہ عنہا بیوہ تھیں' ان کے والد نے ان کی شادی رضا مندی کے بغیر کر دی' وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنا معاملہ پیش کیا تو آپ نے اس کا نکاح فسخ کر دیا۔ (بخاری' النکاح: ۵۱۳۸)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے والد کے نکاح کو ختم کر دیا۔ (ابن ماجہ' النکاح: ۱۸۷۳)

صورت مسئولہ میں ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ طلاق یافتہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنی پسند کی شادی کرے البتہ ولی کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ شوہر دیدہ عورت جہاں عندیہ دے اسے وہاں نکاح کر دینا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی وہاں شرعی رکاوٹ ہے تو اپنے اختیارات کو استعمال کر سکتا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس سلسلہ میں رہنمائی کرتے ہوئے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''باپ' دادا وغیرہ کسی عورت کا نکاح اس کی رضا مندی کے بغیر نہ کرے۔'' (بخاری' النکاح' باب نمبر ۴۲)

اگر کوئی زبردستی نکاح کرتا ہے تو اس کا نکاح مردود ہے۔ (بخاری' النکاح' باب نمبر ۴۳)

طلاق یافتہ یا بیوہ عورت جہاں نکاح کرنا چاہتی ہے ولی کو اس میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے' بلکہ اپنی رضا مندی سے وہاں نکاح کر دینا چاہیے۔ واللہ اعلم!

نظر بد کا علاج

سوال میں نے پچھلے سال اپنی بچی کی شادی کی تھی' لیکن وہ شادی کے بعد مسلسل بیمار رہتی ہے' ہم بہت پریشان ہیں' اس کے چہرے پر بھی سیاہ نشان پڑ گئے ہیں' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نظر بد کے اثرات ہیں' اس کے متعلق قرآن وحدیث میں کیا وارد ہے؟

جواب نظر بد کی حقیقت اور اس کے اثرات سے انکار نہیں کیا جا سکتا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر بد سے اللہ کی پناہ مانگا کرو کیونکہ اس کی تاثیر ثابت ہے۔'' (ابن ماجہ' الطب: ۳۵۰۸)

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر کا لگ جانا برحق ہے۔'' (صحیح بخاری' الطب: ۵۷۴۰)

امام ابن قیمؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں: ''نظر بد کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کو کوئی چیز اچھی لگتی ہے تو اس کے دل میں اس چیز کے متعلق زہر آلود خیالات پیدا ہوتے ہیں' پھر ان خیالات کے زہر کو وہ آنکھوں کے ذریعے اس چیز تک منتقل کر دیتا ہے۔'' (زاد المعاد: ج ۴' ص ۱۶۷)

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان جب کسی چیز کو دیکھتا ہے اور اس کے متعلق برکت کی دعا نہیں کرتا تو آنکھوں کا زہر شعاؤں کی شکل میں انسان یا حیوان کو بری طرح متاثر کرتا ہے' اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بھی ہمیں آگاہ فرمایا ہے۔ چنانچہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! جعفر کی اولاد کو نظر بد بہت جلد لگ جاتی ہے تو کیا میں انہیں دم کر دیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ...... کوئی چیز تقدیر پر غالب آنے والی ہوتی تو وہ نظر بد ہوتی۔'' (جامع الترمذی' الطب: ۲۰۵۹)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر بد انسان کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں داخل کر دیتی ہے۔'' (الاحادیث الصحیحہ' رقم: ۱۲۴۹)

یعنی انسان اور اونٹ کی موت کا سبب نظر بد بن جاتی ہے۔ اونٹ کس قدر طاقت ور جانور ہے لیکن نظر بد سے گھائل ہو کر زمین پر گر جاتا ہے اور جلدی ہی اسے ذبح کر کے ہنڈیا میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کا معاملہ ہے بلکہ اس کے متعلق تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان بہت واضح ہے' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قضاء وقدر کے بعد میری امت کے زیادہ تر لوگوں کی موت کا سبب نظر بد بنتی ہے۔'' (الاحادیث الصحیحہ' رقم: ۷۴۷)

لہٰذا ہمیں اگر کوئی چیز اچھی لگے وہ انسان ہو یا حیوان یا کوئی اور چیز تو اسے دیکھ کر یہ پڑھنا چاہیے: ﴿مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (الکہف: ۳۹)

نیز درج ذیل دعا پڑھنی چاہیے: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ]۔ (موطا امام مالک' حدیث نمبر ۱۶۹۴)

جس کے متعلق یقین ہو کہ اس کی نظر بد لگی ہے تو اسے وضوء کروایا جائے یا اسے غسل کے متعلق کہا جائے۔ پھر وضوء اور غسل کے پانی کو مریض پر ڈال دیا جائے' درج ذیل دم بھی کیا جائے: [أُعِيذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ] (ترمذی' الطب: ۲۰۶۰)

معوذتین پڑھ کر دم کرنا بھی نظر بد کے لیے بہت مفید ہے۔ اگر نظر بد والے کا پتہ نہ چل سکے تو ہمارا سالہا سال سے مجرب دم کیا جائے: سورۂ فاتحہ' سورۂ بقرہ کی پہلی پانچ آیات' آیۃ الکرسی' سورۂ الکافرون' سورۂ الاخلاص' سورۂ الفلق اور سورۂ الناس کو سات سات مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کیا جائے۔ اسے مریض کو پلا دیا جائے اور اس سے غسل کروایا جائے' یہ عمل صبح' دوپہر وشام مسلسل تین دن کیا جائے۔ امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور شفاء عطا فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر لبیک کہنا

امام مسجد الحرام
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اُسامہ خیاط حفظہ اللہ

مترجم: جناب محمد اجمل بھٹی
نظرثانی: جناب حافظ یوسف سراج

تاریخ — 17 جمادی الثانی 1438ھ/17 مارچ 2017ء

حمد و ثناء کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ کی نافرمانی سے ڈر جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمام اگلے اور پچھلے لوگوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اگر تم اُن بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو، جن سے تمہیں منع کیا جا رہا ہے تو تمہاری چھوٹی موٹی برائیاں ہم تمہارے حساب کتاب سے ختم کر دیں گے اور تمہیں عزت والی جگہ میں داخل کریں گے۔''

جب تک کوئی شخص اللہ سے ڈرتا رہتا ہے، اپنے نفس کی پیروی نہیں کرتا اور اپنی آخرت کو یاد رکھتا ہے تو وہ خیر و بھلائی کے ساتھ رہتا ہے۔

بندگانِ الٰہی! ہر شخص کا ایک نظریۂ حیات ہے، ہر شخص ایک واضح منہج پر چلتا ہے، لیکن اللہ کے توفیق یافتہ عقل مند لوگ اللہ کی ہدایت اور اپنے نبی کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

بندگانِ الٰہی! ہر شخص کا ایک نظریۂ حیات ہے، ہر شخص ایک واضح منہج پر چلتا ہے، لیکن اللہ کے توفیق یافتہ عقل مند لوگ اللہ کی ہدایت اور اپنے نبی کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

یہ خوش نصیب لوگ زندگی میں تکلیفیں برداشت کرتے ہیں، دین پر عمل کی وجہ سے معاشرتی بائیکاٹ کے کڑوے گھونٹ پیتے ہیں۔ لوگوں کی دشمنی اور نفرت کا نشانہ بنتے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید کی آیات سے راہنمائی لیتے ہیں، وہ انہیں راہِ راست پر چلاتی ہیں۔ انہیں نجات کی راہ دکھاتی ہیں۔ وہ آیات انہیں ان کی شاندار روشن تاریخ سے آشنا کرتی ہیں۔ انہیں بتاتی ہیں کہ امت اسلامیہ کیسے ترقی کی بلندیوں تک پہنچی۔ کس طرح امت کا ستارہ چمکنے لگا اور اسلام کی عظمت کا مینار سر بلند ہو گیا۔

امت اسلامیہ کا ہر اول دستہ کم وسائل رکھتا تھا۔ باطل کی آندھیاں اسے ٹکنے نہ دیتی تھیں، مشکلات کی موجیں انہیں دربدر پھینک دیتی تھیں، تنگی کے ایام کا انہیں سامنا تھا، ساری دنیا اکٹھی ہو کر ان کے مقابلے میں آ گئی تھی، پھر اللہ نے اس ہر اول دستے کو پناہ دے دی اور اس کی زبردست مدد فرمائی۔ اس پر اپنی نعمتوں کی بارش برسا دی۔ اپنی برکتیں وافر کر دیں اور اس دستے کو پاکیزہ رزق عطا کیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

''یاد کرو وہ وقت جبکہ تم تھوڑے تھے، زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے اور تمہیں اچھا رزق دیا تاکہ تم شکر گزار بنو۔''

یہ اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے۔ یہ طاقتور، غالب، قوت اور قدرت رکھنے والے رب کی تائید ہے۔ یہ اللہ کے سچے وعدے کی تائید ہے کہ وہ اس امت کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ ایسا غلبہ دے گا کہ امت کا خوف امن میں بدل جائے گا' اگر امت اسلامیہ اللہ پر ایمان لے آئے، اس کی زندگی توحید پر چلنے لگے اور وہ توحید کے مطابق عمل کرے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''اللہ نے ان لوگوں کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے تم میں سے وہ لوگ کہ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اُسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو بنا چکا ہے، اُن کے لیے اپنے پسندیدہ دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا اور اُن کی (موجودہ) حالتِ خوف کو امن سے بدل دے گا، بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔''

بلاشبہ پھر اس ہر اول دستے نے ایسی ترقی حاصل کی جو پہلے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ اور ان کے بعد بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکی۔ کیونکہ ایمان اس دستے کی دلیل، اسلام ان کا قائد، شریعت ان کی زندگی کا نظام اور منہج تھا۔ احسان ان کا مقصود اور غایت ہے۔ اس کی وجہ سے وہ بہترین امت کے درجے پر فائز ہو گئے، وہ درجہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کے لیے رکھا ہے جو اللہ پر ایمان لائے۔ اس کی ہدایت پر عمل کرے، یہ لوگ قیامت کے روز لوگوں کے گواہ بننے کا اعزاز حاصل کریں گے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

نیز فرمایا:

''اور اِسی طرح تو ہم نے تمہیں امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔''

قرآن مجید کی آیات انہیں یہ بھی یاد دلاتی ہیں کہ اللہ کے دین پر کاربند رہنا، اس کے منہج پر ڈٹے رہنا، اس کی رضا کی پیروی کرنا اور اس کی شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کی برکات صرف آخرت ہی کے لیے سود مند نہیں بلکہ اس سے دنیا میں بھی انہیں دلی اطمینان، سکون اور نیک آرزوؤں کی تکمیل ملتی ہے۔ بندوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہی قانون ہے یہ کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔ ارشادِ ربانی ہے:

''جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو، اسے ہم دنیا میں

پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔"

جب لوگ اللہ کے دین سے ہٹ جائیں، اللہ کے راستے سے دور ہو جائیں۔ اللہ کے منہج کے مخالف بن جائیں۔ اللہ کے راستے سے روکنا شروع کر دیں تو پھر نقص آئے گا۔ ایسی بے چینی اور اضطراب پیدا ہوگا جو بہت بڑے فساد اور بہت بڑی برائی کا سبب بنے گا۔ ہم سے پہلی قومیں ان مصیبتوں کا سامنا کر چکی ہیں۔ ان میں باہمی لڑائیاں شروع ہوگئیں۔ نفرت و دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی حالانکہ پہلے وہ محبت و الفت کے ساتھ جی رہے تھے۔ ارشادِ ربانی ہے:

اِسی طرح ہم نے اُن لوگوں سے بھی پختہ عہد لیا تھا، جنہوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں، مگر ان کو بھی جو سبق یاد کرایا گیا تھا اس کا ایک بڑا حصہ اُنہوں نے فراموش کر دیا' آخر کار ہم نے قیامت تک کے لیے ان کے درمیان دشمنی اور آپس کے بغض و عناد کا بیج بو دیا، اور ضرور ایک وقت آئے گا جب اللہ انہیں بتائے گا کہ وہ دنیا میں کیا کرتے رہے ہیں۔"

یہ نقص حد سے بڑھ جائے تو ساری زمین اس کے اثرات سے لرز اٹھتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا ہے تاکہ اللہ اُن کو ان کے بعض اعمال کا مزا چکھائے، شاید کہ وہ باز آئیں۔"

کیونکہ اس زمین اور اس کی آبادکاری کا ہمارے اعمال سے بڑا گہرا تعلق ہے اگر انسان سیدھے راستے پر چلتے رہیں، اپنی تخلیق کے مقصد عبودیت کو یاد رکھیں، رب العالمین کی عبادت کریں اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے میں جلدی کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے زمینی خزانوں کے منہ کھول دیتا ہے۔ آسمانی برکات نازل ہوتی ہیں اور انہیں ہر قسم کی زمینی خیر و برکت حاصل ہوتی ہے۔

جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ پر ایمان لانے اور گناہوں کی بخشش مانگنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

"اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کر دے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری فرما دے گا۔"

جن بستیوں پر عذاب نازل ہوا، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے، مگر اُنہوں نے تو جھٹلایا، لہٰذا ہم نے اُس بری کمائی کے حساب میں انہیں پکڑ لیا جو وہ سمیٹ رہے تھے۔"

جن لوگوں نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا تھا، جو خواہشات نفس کے اسیر بن گئے تھے۔ جنہوں نے اللہ کے سوا معبود گھڑ لیے تھے۔ ان ظالموں کے گھر اور علاقے عبرت کی جگہ ہیں۔ عقل والوں کے لیے ان کے مقامات نصیحت ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

جن لوگوں نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا تھا، جو خواہشات نفس کے اسیر بن گئے تھے۔ جنہوں نے اللہ کے سوا معبود گھڑ لیے تھے۔ ان ظالموں کے گھر اور علاقے عبرت کی جگہ ہیں۔ عقل والوں کے لیے ان کے مقامات نصیحت ہیں۔

"کتنی ہی خطاکار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا ہے اور آج وہ اپنی چھتوں کے بل اُلٹی پڑی ہیں، کتنے ہی کنویں بیکار اور کتنے ہی محل بن گئے ہیں۔"

نیز فرمایا:

"پھر کیا ان لوگوں کو (تاریخ کے اس سبق سے) کوئی ہدایت نہ ملی کہ اِن سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کی (برباد شدہ) بستیوں میں آج یہ چلتے پھرتے ہیں؟ درحقیقت اِس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سلیم رکھنے والے ہیں۔"

اس لیے اہل بصیرت اللہ کی کتاب میں مومنوں کو دی گئی پکار پڑھتے ہیں تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر لبیک کہنے کے لیے دوڑتے ہیں۔ کیونکہ یہ ندا ایسی دعوت ہے جو دلوں کو زندگی بخشتی ہے۔ اور دلوں کو زندگی اللہ کے تقرب سے، محبت کے ساتھ اس کی عبادت کرنے، فرمانبرداری کرنے، اس کے غضب کے اسباب سے بچنے، رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے، آپ کی اتباع کرنے اور آپ کی شریعت کے نفاذ سے ملتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"اے ایمان لانے والو! اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے، اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ مومن بندے اور کفر کے درمیان آڑ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ کافر اور اس کے ایمان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ترجمان قرآن حبر امت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر کی ہے۔

لہٰذا اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر لبیک کہو، اور یاد رکھو کہ عزت، شان، بلندی، سرداری اور حکومت اسی کو ملتی ہے جو اللہ کی ہدایت اور اس کے منہج پر چلے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے، کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟"

نیز فرمایا:

"حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے ایک بہت بڑا شرف ہے اور عنقریب تم لوگوں کو اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔"

دوسرا خطبہ:

حمد و ثنا کے بعد!

بندگانِ الٰہی! مومن جب چوراہے میں کھڑا ہوتا ہے، جب اسے مختلف منہج پیش کیے جاتے ہیں، جب مختلف تنظیمیں اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہوتی ہیں۔ جب اس پر مطالبات کا دباؤ ہوتا ہے۔ اس وقت اسے کوئی حیرانی نہیں ہوتی اور نہ اس کے دل میں کوئی شریک پیدا ہوتا ہے کہ اس کے رب کا طریقہ اور منہج ہی سب سے اعلیٰ اور عمدہ ہے۔ وہی نجات کا راستہ اور دونوں جہانوں کی سعادت کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے جنت

سے نکلنے کا قصہ ہمارے لیے قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ یہ قصہ اس بات کی واضح دلیل ہے۔ یقینا اللہ کی ہدایت پر چلنے والا ہی حقیقی خوش نصیب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تم دونوں (فریق، یعنی انسان اور شیطان) یہاں سے اتر جاؤ تم ایک دُوسرے کے دشمن رہو گے' اب اگر میری طرف سے تمہیں کوئی ہدایت پہنچے تو جوکوئی میری اُس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہوگا۔''

جبکہ اللہ کے ذکر سے منہ موڑنے والا، اس کے رسول کے احکام کی نافرمانی کرنے والا ہی حقیقی بدبخت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جو میرے ذِکر (درسِ نصیحت) سے منہ موڑے گا اُس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے وہ کہے گا: پروردگار! دُنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا، یہاں مجھے اندھا کیوں اُٹھایا گیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''ہاں! اسی طرح تو ہماری آیات کو، جبکہ وہ تیرے پاس آئی تھیں، تُو نے بھلا دیا تھا اُسی طرح آج تو بھلایا جارہا ہے۔''

دنیا میں تنگ روزی کا مطلب ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اسے سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ اس کا سینہ تنگ ہی رہتا ہے اگرچہ وہ ناز ونعمت میں جی رہا ہو، رنگا رنگ لباس پہنتا ہو، طرح طرح کے کھانے کھاتا اور من پسند رہائش رکھتا ہو۔ جب تک اس کے دل میں اللہ پر یقین اور اخلاص نہ ہو، وہ ہدایت ربانی سے دور ہو، وہ بے چینی، حیرت اور شکوک وشبہات کا شکار رہتا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کیا خوب بات کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''دل میں بے چینی رہتی ہے جو اللہ کی طرف آنے سے دور ہوتی ہے، دل میں وحشت ہوتی ہے جو اللہ کے انس سے دور ہوتی ہے۔ دل میں غم ہوتا ہے جو اللہ کی معرفت کے سرور اور اس کے ساتھ سچے تعلق سے ہی دور ہوتا ہے۔ دل میں بے سکونی ہوتی ہے جو اللہ کے تقرب ہی سے دور ہوتی ہے۔''

''تنگ روزی'' کی حقیقت یہی ہے، اللہ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔ اللہ ہمیں ہدایت کے بعد گمراہی سے بچائے۔ ہمیں ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے جو اپنے رب کی طرف رجوع کرتے، توبہ کرتے اور ہدایت پاتے ہیں۔

اے اللہ! اے پروردگارِ عالم! تو جیسے چاہے، ہمیں اپنے اور ہمارے دشمنوں سے محفوظ فرما! اے اللہ! ہم تجھے اپنے اور تیرے دشمنوں کے سامنے کرتے ہیں، ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھے ان کے سامنے کرتے ہیں، ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھے ان کے سامنے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

......❀✿❀......

بقیہ | حجر اسود

دباؤ ڈالا اور انہیں اس ہٹ دھرمی پر خطرناک نتائج کی دھمکی دی تو وہ حجر اسود کو واپس کرنے پر تیار ہوگئے۔ قرمطی حکمران ابوطاہر سلیمان بن سعید نے ایک قرمطی کے ہاتھ جس کا نام سنبر تھا حجر اسود کو مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ اسے مکہ واپس کرنے سے پہلے کوفہ لے جایا گیا اور جامع مسجد کوفہ کے ساتویں ستون کے ساتھ لٹکا دیا گیا تاکہ لوگ اس کا دیدار عام کرسکیں۔

سنبر نے ابوطاہر کا ایک خط امیر مکہ کو پیش کیا جس میں لکھا گیا تھا: ہم نے اسے اللہ کی قدرت سے ہی اکھاڑا تھا اور اب اسی کی مرضی سے اسے واپس کررہے ہیں تاکہ لوگ حج اور عمرہ کے مناسک درست طور پر ادا کرسکیں۔ امیر مکہ نے حسن بن مرزوق نامی کاریگر کی ڈیوٹی لگائی جس نے حجر اسود کو خانہ کعبہ میں مطلوبہ جگہ پر نصب کردیا اور اس کو مختلف مصالحوں کے پلستر سے مضبوط کردیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے نتیجے میں ایک بار پھر بیت اللہ شریف کی رونقیں پہلے کی طرح بحال ہوگئیں۔ تمام دنیا کے مسلمان اس خبر سے بے حد خوش ہوئے اور انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

ملک سلمان بن عبدالعزیز کے والد بانی مملکت سعودی عرب ملک عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل فیصل کے عہد میں ایک مرتبہ حجر اسود کا ایک ٹکڑا اپنی جگہ سے ہل گیا۔ انہوں نے اس ٹکڑے کو اپنے ہاتھوں سے اس کی جگہ پر دوبارہ نصب کیا اور اس عمل کو اپنے لیے بہت بڑا شرف اور اعزاز جانا۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حجر اسود جنت سے آیا تو اس کا رنگ ابتداء میں سفید تھا۔ لیکن ابن آدم کی خطاؤں کی وجہ سے اس کا رنگ تبدیل ہوتا گیا حتی کہ یہ بالکل سیاہی مائل ہوگیا۔ یہ اللہ کی قدرت ہے کہ ابن آدم کے گناہوں کی سیاہی ہر شخص کو نظر آرہی ہے۔

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ حجر اسود کا بڑا مقام ہے' بڑی فضیلت ہے' لیکن مسلمان کسی بھی حال میں اس کی عبادت نہیں کرتے' بلکہ اس پتھر کی تعظیم اللہ کے حکم کی بنا پر اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کے لیے کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ مسئلہ لوگوں کو سمجھانے کے لیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حجر اسود کا بوسہ لیا اور پھر اسے مخاطب کرکے فرمایا:

[إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.]

''یقیناً میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے جو کسی کو نقصان یا فائدہ پہنچانے کی سکت نہیں رکھتا۔ اگر میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے میں کبھی بوسہ نہ دیتا۔''

قارئین کرام! طواف کے دوران حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے۔ تاہم اگر ہجوم زیادہ ہو تو اسے ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چوما جاسکتا ہے۔ اگر اس کی بھی گنجائش نہ ہو تو بسم اللہ واللہ اکبر کہتے ہوئے دور سے ہاتھ کا اشارہ کردینا کافی ہے' مگر اس صورت میں ہاتھ کا بوسہ نہیں لیا جائے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی' اس لیے آپ نے اونٹنی پر سوار ہوکر طواف کیا۔ ہر چکر میں جب حجر اسود کے مقام پر تشریف لاتے تو ہاتھ کی چھڑی کے ساتھ اشارہ کردیتے۔ سو بیمار شخص وہیل چیئر پر طواف کرسکتا ہے اور اگر چھڑی سے یا ہاتھ سے چھونا ممکن نہ ہو تو دور سے حجر اسود کی طرف اشارہ کردینا ہی کافی ہے۔

فاتح قادیان سیمینار

⊙ 15 مارچ بروز بدھ مرکز ثمامہ بن اثال چیچہ وطنی میں چار اضلاع کا فاتح قادیان سیمینار منعقد ہوا جس میں اہل حدیث یوتھ فورس کے ذمہ داران اور مقامی علماء کرام نے بھرپور حصہ لیا۔

قاری محمد اکرم ربانی' جنرل سیکرٹری AYF ضلع ساہیوال



گستاخانِ یورپ گاہے گاہے کائنات کی سب سے عظیم و افضل ہستی کی شانِ اقدس میں گستاخی کی جسارت کر کے دنیا میں سب سے زیادہ بسنے والے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہیں اور پھر اس کو ''آزادیٔ اظہار رائے'' کے نام سے جاری رکھنے پر اصرار بھی کرتے ہیں حالانکہ رائے کی آزادی اور کسی کی دل آزاری میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ دنیا کے کسی معاشرے میں رائے کے اظہار کی ایسی آزادی نہیں کہ جس کی چاہا عزت خاک میں ملا دی اور جس کے چاہا دل کے پرخچے اڑا دیئے۔ ہر معاشرے نے اپنے اپنے حالات کے مطابق اظہار رائے کی حدود مقرر کی ہیں۔ حقائق تک کو بیان کرنے کے لئے بھی حدود و قیود پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یورپ و امریکہ میں بھی جہاں فحاشی و عریانی عروج پر ہے، بچوں میں جنسی ہیجان پیدا کرنے والی فحش نگاری، مذہبی ونسلی منافرت پھیلانے والی تحاریر وتقاریر پر پابندی ہے۔ آسٹریا، بلجیئم، چیک ری پبلکن، فرانس، جرمنی، اسرائیل، ایتھوپیا، پولینڈ، رومانیہ، چیکوسلواکیہ، سوئٹزرلینڈ وغیرہ میں عالمی جنگوں کی تباہی کے انکار کو فوجداری جرم قرار دیا گیا ہے۔ یورپ کے اکثر ممالک میں ''ہولوکاسٹ'' کے انکار بلکہ اس کے بارے میں یہ تک کہنے کی اجازت نہیں کہ ''اس میں ہلاک شدہ یہودیوں کی تعداد مبالغہ آمیز ہے۔''

۱۹۸۴ء میں ایک سکول ٹیچر ''جیمز کنگ'' نے ہولوکاسٹ کے بارے میں چند الفاظ کہے تھے، اس کو نوکری سے برخاست کر کے سزا دی گئی۔ کینیڈا کے ''ارنسٹ رنڈل'' کو ہولوکاسٹ کے بارے میں تضحیکی انداز اپنانے پر ۱۵ ماہ قید کی سزا ہوئی۔ کینیڈا ہی کے ''کن میک وے'' کو انٹرنیٹ پر اس حوالے سے مضمون لکھنے پر جان سے مارنے کی دھمکیاں دی گئیں۔ آسٹریا کے ایک لکھاری ''ڈیوڈ ڈارونگ'' نے لکھ دیا کہ ۶۰ لاکھ یہودیوں کی ہلاکت کی بات مبالغہ آمیز ہے۔'' اس کو ۱۷ سال بعد (فروری ۲۰۰۶ء میں) گرفتار کر کے تین سال کی سزا دی گئی۔ ایران کے صدر احمدی نژاد نے ''ہولوکاسٹ'' کے بارے میں تقریر کی تو پورے یورپ نے شدید احتجاج کیا تھا۔ یورپ کے بعض ممالک میں ''ہولوکاسٹ'' کے انکار پر ۲۰ سال تک کی سزا مقرر ہے۔ ایرانی صدر احمدی نژاد کی تقریر پر یہودی تنظیم کے صدر کا بیان شائع ہوا تھا کہ ''ہولوکاسٹ'' کے انکار کا مطلب ۶۰ لاکھ یہودیوں کو دوبارہ قتل کرنے کے مترادف ہے۔''

اظہار رائے کی آزادی کی بات کرنے والے

دنیا کے کسی معاشرے میں رائے کے اظہار کی ایسی آزادی نہیں کہ جس کی چاہا عزت خاک میں ملا دی اور جس کے چاہا دل کے پرخچے اڑا دیئے۔ ہر معاشرے نے اپنے اپنے حالات کے مطابق اظہار رائے کی حدود مقرر کی ہیں۔ حقائق تک کو بیان کرنے کے لئے بھی حدود وقیود پائی جاتی ہیں۔

یورپ وامریکہ کی اپنی حالت یہ ہے کہ ''وہاں بھی کوئی کھل کر ان کے دستور، اقتدار اعلیٰ یا پالیسیوں پر بات نہیں کر سکتا۔ صرف یورپ و امریکہ ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں ہتک عزت اور توہین عدالت کے قوانین موجود ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں وہاں کے دستور یا اقتدار اعلیٰ سے بغاوت یا باغیانہ اظہار رائے کو سنگین جرم قرار دیا گیا ہے اور مجرموں کے لئے موت تک کی سزا موجود ہے۔ اسی طرح مقدس ہستیوں، مقدس مقامات اور مقدس اشیاء کی توہین پر سزا کا قانون بھی اکثر (بلکہ تمام) ممالک میں موجود ہے۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے مطابق اکثر ممالک میں بلاس فیمی لاء Blas phemy Law ایک لفظ موجود ہے۔ خصوصاً آسمانی صحائف اور آسمانی ادیان سے تعلق رکھنے والی اقوام میں انبیاء و رسل کی توہین قابل سزا جرم ہے۔ قدیم ایران میں تین قسم کے جرم تھے:

① خدا کے خلاف، ② بادشاہ کے خلاف، ③ انسانوں کے ایک دوسرے کے خلاف۔

ہندومت میں ستیارتھ پرکاش (چھوتی ۷۱-۷۱) صفحہ ۲۹۷ کے مطابق ''ناستک (مذہب بیزار) کے لئے خشک لکڑی کی طرح جلا کر اس کی جڑ ختم کر دینے کا حکم ہے۔''

چین جہاں آج کل کوئی دینی و مذہبی حکومت نہیں، وہاں بھی مہاتما بدھ کے مجسمے کی توہین، فوجداری جرم ہے۔ ۲۹ مارچ ۱۹۹۰ء کو چین کے صوبے سی چوان میں وانگ ہونگ نامی شخص کو جس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مہاتما بدھ کے مجسمے کا سر کاٹا تھا، سزائے موت سنائی گئی تھی۔ افغانستان میں طالبان نے بدھ کے مجسمے کو گرایا تو یورپ و امریکہ نے کتنا شور مچایا تھا؟

یہودیوں کے ہاں خدا، رسول، یوم سبت اور ہیکل کی توہین جرم تھی اور ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر سردار کاہن نے اسی طرح کا الزام لگا کر پھانسی کی سزا کا مطالبہ کیا تھا۔ تفصیل (کتاب مقدس احبار باب ۲۴ فقرہ ۱۶ اور متی کی انجیل باب ۲۶ فقرہ ۶۵-۶۳) میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ''رسولوں کے اعمال'' کے مطابق مسیحی مبلغ مقدس اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواری پولس پر یلغار انہی الزامات کے بہانے کی گئی تھی۔ رومن ایمپائر میں جب شہنشاہ جٹین (قسطنین) عیسائی ہوا تو قانون میں انبیاء بنی اسرائیل کی جگہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین جرم قرار پایا۔ روس میں بھی یہ قانون جاری رہا۔ انقلاب کے بعد مقدس انبیاء کی جگہ سٹالن نے لے لی۔ لینن کے ساتھ ٹرائسکی کا المناک انجام اس کی مثال ہے جو بھاگ کر امریکہ چلا گیا مگر وہاں بھی جان نہ بچ پائی۔ برطانیہ کا کامن لاء توہین مسیح، بائبل کی اہانت وغیرہ کو ''بلاس فیمی لاء'' کے زمرے میں قابل سزا جرم قرار دیتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجینز جلد ۲ صفحہ ۲۴۲، بائبل آف میتھیو (Mathew) یعنی متی کی انجیل (۲۸-۱۲) کے حوالے سے اور بائبل، کتاب استثناء باب ۱۷ کے مطابق ''انبیاء اور ان کے ساتھیوں کی توہین کرنے والے کی سزا موت ہے۔'' چنانچہ مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کو جان سے مارا جاتا رہا ہے۔ مثلاً ۱۵۵۳ء میں برطانیہ (الزبتھ

دور) میں پانچ افراد کو، ۱۵۵۳ء میں ہنگری میں ڈیوڈ نامی پادری کو، ۱۶۰۰ء میں روم کے برونو نامی شخص کو سیدنا عیسیٰu کی توہین کے جرم میں سزائے موت دی گئی۔ برطانیہ میں ۱۸۲۱ء سے ۱۸۳۴ء تک ۳۷ افراد کو مار دیا گیا۔ یہ سزا امریکہ میں بھی دی جاتی رہی۔ ۱۹۶۸ء کے بعد امریکہ میں کوئی مقدمہ دائر نہیں ہوا کہ مذہبی اور عدالتی امور الگ الگ کر دیئے گئے تھے۔ پھر بھی چند سال قبل ڈیوڈ نامی شخص کو اس کے ۳۰۰ ساتھیوں سمیت اس لئے جلا دیا گیا کہ اس نے دعویٰ کیا تھا: ''سیدنا عیسیٰu کی روح اس میں حلول کر گئی ہے۔''

برطانیہ کے ڈینس لی مون نے (جو کہ گے نیوز کا ایڈیٹر تھا) ایک مزاحیہ نظم لکھی، پھر معافی بھی مانگی اور وضاحت کی کہ محض تفریح طبع کی خاطر ایسا کیا۔ پھر بھی جیوری نے اس کو سزا سنا دی۔ وہ اپیل لے کر ہاؤس آف لارڈز میں گیا مگر سزا بحال رہی۔

۲۷ جنوری ۲۰۰۳ء میں ٹیلی گراف میں اسرائیلی وزیراعظم کا کارٹون شائع ہوا کہ وہ فلسطینی بچوں کی کھوپڑیاں کھا رہا ہے۔ یہودیوں کے احتجاج پر معذرت کی گئی۔ اٹلی کے وزیراعظم نے سیدنا عیسیٰu کی مشابہہ حکومت کی بات کی، پھر اس پر معذرت کی۔ محمد علی (کلے) نے ویت نام جنگ کے متعلق امریکی پالیسی پر بیان دیا، اس کا عالمی چیمپئن کا ٹائٹل چھین لیا گیا۔ الجزیرہ ٹی وی نے ۶ امریکی فوجیوں کی لاشیں دکھائیں، احتجاج کیا گیا بلکہ اس کے آفس پر بمباری کر کے تباہ کر دیا گیا اور عملے کے لوگوں کو شہید کر دیا گیا۔ اسرائیل کے لبنان پر حملے کے بعد کونڈا لیزا رائس نے ''گریٹر اسرائیل'' کی بات کی، اس پر ایک فلسطینی اخبار نے کارٹون بنا کر کونڈا کا مذاق اڑایا تو امریکی محکمہ خارجہ نے شدید احتجاج کیا، مثالیں بے شمار ہیں۔

۱۵ اپریل ۲۰۰۸ء کو فرانس کی پارلیمنٹ نے خواتین کو وزن کم کرنے پر ابھارنے والے اشتہارات شائع کرنے کو جرم قرار دیا اور اس کی خلاف ورزی پر ۲ سال قید اور ۳۰ ہزار یورو جرمانے کی سزا قرار دی اور اگر کوئی خاتون مر گئی تو اشتہاری کمپنی یا میگزین و اخبار کے ایڈیٹر کو ۳ سال قید اور ۴۵ ہزار یورو کی سزا کا اعلان کیا۔ فرانس کے وزیر صحت نے اس موقع پر کہا کہ ''نوجوان لڑکیوں کو وزن گھٹانے کے لئے کم خوراکی پر مائل کرنا، اظہار رائے کی آزادی نہیں بلکہ ایسے پیغامات، موت کے پیغامات ہیں۔''

ہر ملک میں اظہار رائے کے لئے حدود متعین ہیں، اس لئے گستاخان یورپ کی خباثتوں اور مسلمانوں کی دل آزاری کے اقدامات پر اس بہانے کو استعمال کرنا ایک طرح کی واضح دہشت گردی ہے۔ خود ڈنمارک کے اسی اخبار (سلنڈر پوسٹن) کہ جس نے خاکے اڑانے کی جسارت و سازش کی تھی، ۲۰۰۴ء میں اس کے کارٹونسٹ ''کرسٹوفر زیلر'' نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاکے بنانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ ''اس سے عیسائیوں کے جذبات مجروح ہوں گے'' یعنی یورپ و امریکہ کے گستاخ جان بوجھ کر مسلمانوں کو آزار پہنچاتے ہیں۔

مذہبی عقیدتیں نازک اور حساس ہوتی ہیں، ان کا تعلق دماغ سے زیادہ دل کے ساتھ ہوتا ہے۔

ہر ملک میں اظہار رائے کے لئے حدود متعین ہیں، اس لئے گستاخان یورپ کی خباثتوں اور مسلمانوں کی دل آزاری کے اقدامات پر اس بہانے کو استعمال کرنا ایک طرح کی واضح دہشت گردی ہے۔

صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبریل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

دل کے ہاتھوں مجبور عقیدت مند کبھی اپنی مقتدا اور مقدس ہستیوں پر حرف زنی و حرف گیری قبول نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ سورہ انعام میں ہے ''معبودان باطلہ کو بھی گالی نہ دو کہ کہیں ان کے ماننے والے سچے اللہ کو بے علمی میں گالی نہ دے دیں۔''

دنیا میں جہاں بھی مذہب اپنے زندہ شعور کے ساتھ موجود ہے، وہاں اس مذہب کے بانیان و مقتدا کی توہین پر کڑی سے کڑی سزائیں رکھی گئی ہیں۔ البتہ اگر کسی جگہ عیاشی ہی کو بطور مذہب اپنا لیا جائے تو سوچ کے دھارے بدل جائیں گے اور وہاں کے مردہ ضمیر ''آزادیٔ رائے'' کے نام پر سب کچھ سہہ جاتے اور قبول کر لیتے ہیں۔ قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے کہ ''نمرود کے دور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے بتوں کے بارے میں جب کہا: ''اے میرے باپ! ان کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ ہی آپ کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟ تو اس نے کہا تھا: ''اگر تو باز نہ آیا تو تجھے پتھروں سے مار ڈالوں گا۔'' (مریم)

پھر جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان بتوں کو توڑ ڈالا تو بت پرستوں نے مشورہ کیا کہ کیا سزا دی جائے تو وہ لوگ پکار اٹھے: ''کہنے لگے اسے جلا دو۔'' (انبیاء)

گویا اگر مذہبی عقیدتیں باقی ہوں تو جھوٹے مذہب بھی اپنی مقتدا ہستیوں کی توہین پر سنگسار کرنے اور جلانے پر تلے نظر آتے ہیں۔ تیسری صدی عیسوی میں ایران میں بہرام اول کے دور میں مانی کو مذہبی عقائد کی توہین کرنے کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ اس کی کھال اتار کر اور اس میں بھس بھر کر جندلی شاہ پور کے دروازے پر لٹکا دیا گیا بلکہ مانی کے بارہ ہزار پیروکار بھی قتل کر دیئے گئے۔ سقراط کو زہر کا پیالہ پینے پر کیوں مجبور کیا گیا تھا؟ انہی مذہبی عقائد کی خلاف ورزی پر عیسائی ادوار میں گلیلیو کو سزائے موت کا حکم کیوں ہوا؟ جادوگرنیوں کے نام پر ہزاروں عورتوں کو کیوں جلایا گیا؟ محض اسی باعث ہندوؤں کے ہاں ''ویدوں کی نندا یعنی بے قدری کرنے والا ناستک ہے'' اور ''جو ناستک ویدوں کے علم کا مخالف ہو، اس بدذات کو جڑ بنیاد کے ساتھ ناس (تباہ) کر دیا جائے۔''

بائبل کتاب ''خروج'' میں ہے ''تم سب کو ماننا وہ تمہارے لئے مقدس ہے جو کوئی اس کی بے حرمتی کرے گا وہ ضرور مار ڈالا جائے گا۔'' (اعمال باب ۲۱، فقرہ ۲۷-۳۶) بائبل کی کتاب ''استثناء'' میں ہے، ''اگر کوئی گستاخی سے پیش آئے اور کاہن کی بات اور قاضی کا کہنا نہ مانے، وہ شخص مار ڈالا جائے۔''

اٹھارویں صدی تک برطانیہ وغیرہ میں توہین مسیح کی سزا موت ہی رہی ہے۔ چند مثالیں جو ہمارے سامنے آئی ہیں ۱۵۵۳ء (الزبتھ دور) میں ۷ افراد کو موت کی سزا دی گئی۔ ۱۵۵۹ء میں ہنگری میں ڈیوڈ نامی پادری کو سزائے موت ملی۔ ۱۶۰۰ء میں روم میں برونو نام کے شخص کو مار ڈالا گیا۔ ۱۸۳۳ء تک تھوڑے عرصے میں برطانیہ میں ۴۷ افراد اس جرم کی سزا میں مارے گئے۔ اب اگر چہ برطانیہ میں کامن لا Common Law ہے پھر بھی اس کی رو سے جو توہین مسیح یا کتاب مقدس کی سچائی کا انکار کرے وہ

بلاس فیمی Blas phemy کا مرتکب ہوگا اور اس کی سزا تخت وتاج برطانیہ یا حکومت کے خلاف بغاوت کے جرم کے مطابق عمر قید تک ہوسکتی ہے۔

لندن کے اخبار The Times کے مطابق برطانوی عدالت نے 27 اگست 1988ء کو Gay News کے ایڈیٹر ''ڈینز لیمور'' (جس نے ۱۹۸۷ء کو ایک نظم میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تضحیکی الفاظ لکھے تھے) کے خلاف فیصلہ سناتے ہوئے کہا: ''خلوص اور احترام کا ماحول ہی بلاس فیمی کے منافی نہیں، دیکھنا پڑتا ہے کہ اس طرح کے الفاظ واقدامات سے عیسائی مذہب کے ماننے والوں کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں؟ اس بارے میں واضح قانون موجود ہے، ہر وہ پبلی کیشن، بلاس فیمی متصور ہوگی جو خدا، یسوع مسیح یا بائبل کے بارے میں دشنام طرازی، توہین آمیز اور مضحکہ خیز مواد پر مشتمل ہو۔ قانون آپ کو یہ اجازت دے سکتا ہے کہ عیسائی ملک پر حملہ کریں، تختہ الٹ دیں یا عیسائی مذہب کا انکار کردیں لیکن مذہب کے بارے میں ''نازیبا'' اور ''غیر معتدل'' الفاظ و اقدام کی اجازت ہرگز نہیں۔''

گستاخانہ کلمات اور بے ادبی کی سزا اور حوصلہ شکنی کے لئے دنیا کے کئی ممالک میں قوانین موجود ہیں، مثلاً

① آسٹریا (آرٹیکل ۱۸۸-۱۸۹ کریمنل کوڈ)
② فن لینڈ (سیکشن ۱۰ چیپٹر ۱۷ پینل کوڈ)
③ جرمنی (آرٹیکل ۱۱۶ کریمنل کوڈ)
④ ہالینڈ (آرٹیکل ۱۴۷ کریمنل کوڈ)
⑤ سپین (آرٹیکل ۵۲۵ کریمنل کوڈ)
⑥ آئرلینڈ (آئرلینڈ کے دستور کے آرٹیکل 40,6,1,i کے مطابق کفریہ مواد کی اشاعت ایک جرم ہے۔ منافرت ایکٹ ۱۹۸۹ء کے امتناع میں ایک گروہ یا جماعت کے لئے مذہب کے خلاف نفرت بھڑکانا بھی شامل ہے۔
⑦ کینیڈا (سیکشن ۲۹۶ کینیڈین کریمنل کوڈ) کہ عیسائی مذہب کی تنقیص وتضحیک ایک جرم ہے۔
⑧ نیوزی لینڈ (سیکشن ۱۲۳ نیوزی لینڈ کرائمز ایکٹ ۱۹۶۱) مثال کے طور پر عیسائی دنیا میں گرجوں کی تقدیس کو قانون کا درجہ حاصل ہے، بعض یورپی ممالک کے دساتیر میں ان کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ ڈنمارک کے دستور کی سیکشن ۴ (سٹیٹ چرچ) کی مثال موجود ہے جس میں کہا گیا ہے: اوینجلیکل لوتھرن (پروٹسٹنٹ) چرچ ڈنمارک کا ریاستی قائم کردہ چرچ ہوگا اور اس کی مدد و اعانت ریاست کے ذمہ ہوگی۔''

آزادی تقریر وتحریر ایک بنیادی حق تو ہے مگر مطلق حق نہیں۔ اقوام متحدہ کے سابق سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے ڈنمارک اور ناروے کے گستاخوں کی طرف سے خاکوں کی اشاعت پر کہا تھا: ''میں بھی آزادی تقریر وتحریر کا احترام کرتا ہوں مگر یہ آزادی مطلق نہیں ہوتی۔'' سابق برطانوی وزیر خارجہ جیک اسٹرا نے کہا تھا: ''آزادی رائے کا ہم سب احترام کرتے ہیں لیکن بے عزتی اور اشتعال انگیزی کی کوئی چھوٹ نہیں دی جاسکتی، میرے خیال میں ان خاکوں کی اشاعت زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔

اظہار رائے کی بے مہار اور کھلی آزادی، نسلی، گروہی، لسانی وعلاقائی عصبیتوں کے فروغ اور باہمی فساد وجدال کا باعث بن سکتی ہے۔ اس کے ذریعے کسی کے عقائد اور مذہب کی تضحیک کے ذریعے قتل وغارت گری کی راہ بھی کھل سکتی ہے۔

امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بیان جاری ہوا تھا: ''یہ خاکے واقعی توہین آمیز اور مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا موجب ہیں۔'' ان تمام کے باوجود گستاخان یورپ وامریکہ مسلمانوں کے دل خون کررہے ہیں اور مسلسل دل آزاری کرتے چلے جا رہے ہیں، کیوں؟

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق ''اپنے خیالات، معلومات اور آراء کا گورنمنٹ کی پابندیوں سے آزاد ہوکر اظہار کرنا، آزادیٔ اظہار رائے کہلائے گا۔''

کینیڈین سپریم کورٹ نے آزادی رائے کے بارے میں اہم مقاصد بیان کئے کہ ① جمہوریت کے فروغ کے لئے، ② ریاستی یا گروہی زیادتیوں کی روک تھام کے لئے، ③ حقیقت کی تلاش کے لئے، ہر فرد آواز اٹھا سکتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا، آزادیٔ رائے کی تعریف کے ساتھ ساتھ ہر اس گفتگو یا رائے پر پابندی کی بات کرتا ہے جو واضح حقیقی خطرے کی موجب ہو، یعنی ① کسی پر بہتان لگایا گیا ہو، ② فحاشی کی موجب ہو، ③ کسی پر دباؤ ڈال کر مجبور کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔''

اس طرح اقوام متحدہ کے ''اعلامیہ برائے سیاسی وسماجی حقوق'' جو جنرل اسمبلی نے ۱۹۶۶ء میں منظور کیا تھا کا آرٹیکل ۲۰ تشدد کے فروغ، نسلی تعصب، مذہبی منافرت اور کسی بھی قسم کے امتیازی رویئے پر مبنی تقریر وتحریر پر پابندی کی بات کرتا ہے۔

اظہار رائے کی بے مہار اور کھلی آزادی، نسلی، گروہی، لسانی وعلاقائی عصبیتوں کے فروغ اور باہمی فساد وجدال کا باعث بن سکتی ہے۔ اس کے ذریعے کسی کے عقائد اور مذہب کی تضحیک کے ذریعے قتل وغارت گری کی راہ بھی کھل سکتی ہے۔ اسی لئے تقریباً ہر جمہوری ملک میں اسے قانونی طور پر روکا گیا ہے اور قابل تعزیر جرم گردانا گیا ہے۔ خود ڈنمارک (جہاں سب سے پہلے خاکوں کی بدطینتی سامنے آئی تھی) کا قانون بھی خاموش نہیں۔ وہاں بھی ناموس مذہب کا قانون ''بلاس فیمی لا'' عرصے سے موجود ہے اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۰ کے مطابق ''جو لوگ کسی مذہبی برادری کی عبادات اور مسلمہ عقائد کا کھلا مذاق اڑائیں یا ان کی توہین کریں، ان کو جرمانے اور قید کی سزا دی جائے گی۔

یورپ وامریکہ کو اپنی تہذیب وتمدن پر بہت ناز ہے۔ ایک طرف تو وہ پرندوں اور جانوروں کے تحفظ اور آرام کا خیال کرتے نظر آتے ہیں لیکن جب اسلام اور مسلمانوں کا معاملہ آجائے تو ان کے بعض شہریوں کی سوئی ہوئی حیوانیت کیوں جاگ اٹھتی ہے؟ پیارے رسول ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کے ذریعے صرف مسلمانوں کے کلیجے کو ہاتھ ڈالنا، مضطرب کرنا اور زندگی تلخ تر بنانا ہی ان کا مقصد کیوں بن جاتا ہے؟

خطبہ جمعۃ المبارک

⊙ 31 مارچ 2017ء کا خطبہ جمعۃ المبارک مال چک 67 ضلع فیصل آباد میں جناب امتیاز اسلم ارشاد فرمائیں گے۔

⊙ 7 اپریل 2017ء کا خطبہ جمعۃ المبارک مسجد ابوبکر اہل حدیث مال چک 67 میں جناب مولانا عبدالخالق عتیق ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

اخوکم: قاری عبدالستار قاسم' خطیب مسجد ہذا

پاکستان کی نظریاتی اساس

تحریر: جناب مولانا محمد یوسف انور

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرار داد پاکستان کے تناظر میں بعض کالم نگار اخبارات میں اور بعض جماعتوں کے ذمہ داران ٹیلی ویژن پر آکر ملک کے حصول کے مقاصد اور نظریۂ پاکستان کی دھجیاں اڑا رہے ہیں اور مملکت کی نظریاتی اساس کو متنازعہ بنانے پر شب و روز اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔ اپنے آپ کو روشن خیال سمجھنے والے یہ لوگ فرماتے ہیں کہ پاکستان محض مسلمانوں کے لیے ملازمتوں کا بندوبست کرنے اور ان کے معاشی و کاروباری حالات درست کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا لاکھوں عصمتیں اس لیے لٹیں' لاکھوں گھر اس لیے جلے اور لاکھوں لوگ اس لیے شہید ہوئے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تجارت اور مادی مفادات کو خطرہ تھا؟ حالانکہ یہ تو ایک ایسا عظیم جذبہ تھا جس کے لیے لوگوں نے اتنی بڑی قربانیاں دیں جس کی تاریخ عالم میں مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔

ہمیں سترہویں صدی کے اس ماضی کے دور انحطاط کو ذرا دیکھنا ہوگا جبکہ ہندوستان میں مغل حکومت کے زوال کے بعد مسلمانوں کے وجود کو بے پناہ خطرات لاحق تھے۔ سکھ اور مرہٹے مسلمان نوجوانوں کی ٹارگٹ کلنگ میں مصروف تھے۔ ان پر آشوب حالات میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ہندوستان کے مسلمان ریاستی حکمرانوں کو خطوط کے ذریعے توجہ دلائی جن میں بنیادی پیغام یہ تھا کہ مسلمانوں کی بقا کے لیے ہندوستان کے کسی حصے میں برسر اقتدار رہنا ضروری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمان اگر ہندوستان کے کسی بھی حصے میں حکمران ہوں گے تو وہ سارے ہندوستان میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے لیے تقویت کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ اسی جذبے کے تحت شاہ عبدالعزیز' سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ کی سربراہی میں جہاد کی تحریک شروع کی گئی۔ اگر یہ تحریک اپنوں کے ہاتھوں صوبہ سرحد میں ختم نہ کر دی جاتی تو اس کا اگلا ہدف پنجاب تھا جہاں رنجیت سنگھ نے مسلمانوں کو محکوم بنا کر ان پر مذہبی آزادی کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ مساجد میں اذان کی آزادی بھی چھین لی گئی تھی اور بادشاہی مسجد لاہور کو اصطبل میں بدل دیا گیا تھا۔ بقول اقبال ؎

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

والی بد حالی کی کیفیت طاری تھی۔ مختصر یہ کہ تحریک جہاد کے پیش نظر انگریزوں کو بھی ہندوستان سے نکالنے کا منصوبہ تھا لیکن اپنوں کی غداری نے اسے ناکام بنا دیا جس کے نتیجہ میں ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے مقام پر ان مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا جس کے بعد انگریز نے ہندوستان کی مسلمان حکومتوں کو ایسے شکنجے میں جکڑا کہ ایک طویل جدوجہد کے باوجود تقریباً دو صدیاں گذر گئیں اس پورے عرصے میں ہندوؤں کی جدوجہد آزادی کا کہیں ذکر نہیں ملتا کیونکہ انہیں مسلمانوں کے تسلط سے نجات پانے کے لیے انگریز قبول تھے۔ قائد اعظم اور ان کے رفقاء کا کانگریس کو خیر باد کہنے اور اس کے بعد مسلم لیگ کی داغ بیل ڈالنے کا ایک بڑا سبب بھی یہی تھا۔

یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ نظریۂ پاکستان وہی ہے جس کا تصور علامہ اقبال نے پیش کیا اور جس کی تعبیر قائداعظم نے بیان کی جسے علمائے کرام نے خلافت راشدہ کے احیاء اور اسلامی ریاست کے قیام کا نظریہ قرار دیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ قائم کرنے اور اس کی قیادت قائداعظم کے سپرد کرنے میں اکابر اہل حدیث پیش پیش تھے۔ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں مسلم لیگ کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کے صدر حکیم اجمل خاں تھے۔ اس جلسہ میں متحدہ ہندوستان کے سرکردہ رہنما شریک تھے جن میں علامہ اقبال خاص طور پر نمایاں تھے' اس جلسہ کی مجلس استقبالیہ کے صدر اکیس سالہ جوان رعنا عالم دین مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے جن کی انتظامی صلاحیتوں کا اعتراف حکیم اجمل خاں نے اپنے صدارتی خطبہ میں کیا تھا۔ اسی جلسۂ عام میں قائد اعظم کو آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر بنایا گیا تھا۔ مسلم لیگ کو منظم کرنے اور شہری و ضلعی سطح پر تنظیمیں قائم کرنے میں چند سال لگ گئے۔ برصغیر کے طول و عرض میں اس دور کے وسائل کی کمی کے باوجود یہ کام اعلیٰ پیمانے پر کیا گیا' یہاں تک کہ ۱۹۳۰ء میں الٰہ آباد کے مسلم لیگ کے اہم اجلاس میں علامہ اقبال نے خطبۂ صدارت میں اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا۔ اس تاریخی اجلاس میں علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ بھی موجود تھے۔ بعد ازاں ۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۷ء کا دور آتا ہے جب علامہ اقبالؒ شدید علیل ہوئے لیکن انہوں نے قائد اعظم کی فکری رہنمائی کا حق ادا کر دیا۔ قائد کے نام اپنے خطوط میں علامہ اقبال نے واضح کیا کہ مسلمانوں کے معاشی مسائل اور وسیلۂ روزگار کا علاج صرف اور صرف اسلامی شریعت میں ہے۔ لیکن جب تک ہمارے پاس ایک آزاد مملکت موجود نہ ہو ہم شریعت کیسے نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ وہی زمانہ تھا جبکہ مولانا حسین احمد مدنی نے کہا تھا کہ قومیں وطن سے بنتی ہیں مگر علامہ اقبال نے جواب دیا تھا کہ قومیں اوطان سے نہیں مذہب سے پہچانی جاتی ہیں۔ (ارمغان حجاز) اور پھر ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو مینار پاکستان لاہور میں مسلم لیگ کا جو عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تھا جہاں قرار داد پاکستان منظور ہوئی تھی تو قائداعظم نے اپنے صدارتی خطبے کے دوران مسلمان ثقافت اور ہندو ثقافت میں واضح تضادات کا تفصیل سے ذکر کیا تھا۔

اس پس منظر میں یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ نظریۂ پاکستان وہی ہے جس کا تصور علامہ اقبال نے پیش کیا اور جس کی تعبیر قائداعظم نے بیان کی جسے علمائے کرام نے خلافت راشدہ کے احیاء اور اسلامی ریاست کے قیام کا نظریہ قرار دیا۔ جو بالآخر قرار داد پاکستان کی بنیاد بنا جس کا خلاصہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ ہے۔ جس کی خاطر برصغیر کے لاتعداد مسلمانوں نے جانوں کا نذرانہ پیش کیا جسے اختصار کے طور پر دو قومی نظریہ بھی کہا جاتا ہے۔ نئی نسل کی معلومات کے لیے عرض کیے دیتا ہوں کہ تحریک پاکستان کے دوران کلکتہ میں قائد اعظم نے ایک بڑے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے واضح

کیا کہ مسلم ہندوستان ایک الگ قومیت ہے اور ایک الگ شناخت رکھتا ہے جس میں وہ ہندو اکثریت کے جبر سے آزاد ہو کر اپنی تہذیب وتمدن' ثقافت اور دینی اقدار ونظریات کے مطابق محفوظ زندگی گذاریں۔ قائد کی تقریر انگریزی میں تھی' حاضرین جلسہ کی اکثریت جسے پوری طرح سمجھ نہ پائے' قائد کے بعد علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی مائیک پر آئے اور انہوں نے فرمایا کہ قائد کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔

۱۹۴۶ء کے اواخر میں جب مولانا سید محمد داؤد غزنوی پنجاب کانگریس کے عہدۂ صدارت کو چھوڑ کر تحریک پاکستان میں شامل ہوئے تو پنجاب میں تحریک کو ایسا فروغ حاصل ہوا کہ بی بی سی لندن اور کئی غیر ملکی خبر رساں ایجنسیوں نے مولانا غزنوی کی مسلم لیگ میں شمولیت سے اس تحریک کے جوش وخروش کو خصوصی طور پر نشر کیا۔ انہی دنوں سکھوں کے لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے لاہور کے مال روڈ پر بڑی ریلی نکالی جس میں پنجاب بھر سے سکھوں کے بڑے بڑے قافلوں نے شرکت کی' ماسٹر تارا سنگھ نے پنجاب اسمبلی کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم خون کی ندیاں تو بہا دیں گے لیکن پاکستان نہیں بننے دیں گے۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی' قائد اعظم کے ہمراہ متحدہ ہندوستان کے دور دراز علاقوں کے دورہ پر تھے' مولانا ظفر علی خان بھی ان کے ہمراہ تھے' آغا شورش کاشمیری اپنی تصنیف ''مولانا ظفر علی خان'' میں رقم طراز ہیں کہ اسی روز سہ پہر کی خبروں میں ریڈیو سے ماسٹر تارا سنگھ کی یہ تقریر سنی گئی تو کلکتہ ہی میں رات کے عظیم الشان جلسہ میں قائد اعظم کی زیر صدارت مولانا غزنوی نے اظہار خیال فرماتے ہوئے ماسٹر تارا سنگھ کو جواب دیا: ''ماسٹر صاحب! خون کی ندیاں ہمارے لیے نئی نہیں ہیں' اسلام کی ساری تاریخ کا ہر ورق خون کی ندیوں سے رنگین ہے۔'' مولانا ظفر علی خان فی الفور مائیک پر آئے اور مولانا غزنوی کو اس فی البدیہ شعر سے خراج تحسین پیش کیا۔

قائم ہے ان سے ملت بیضاء کی آبرو
اسلام کا وقار ہیں داؤد غزنوی

مولانا غزنوی نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں مزید فرمایا: لے کے رہیں گے پاکستان...... بن کے رہے گا پاکستان

تحریک پاکستان کے آخری دنوں میں متحدہ ہندوستان کے ہر شہر وقصبات اور گلی کوچوں میں گونجنے والے یہ دونوں نعرے: پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ اور ''لے کے رہیں گے پاکستان''۔ ''بن کے رہے گا پاکستان'' اہل حدیث اکابرین کے دیئے ہوئے ہیں۔ میری عمر کے احباب اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور ان کے نوجوان ساتھی علمائے کرام کی تحریک پاکستان میں اس جدوجہد اور سرگرمیوں کا ہی نتیجہ تھا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں مسلم لیگ کے کلیدی عہدوں پر اہل حدیث علماء اور زعماء فائز تھے۔

برسوں پہلے کی بات ہے کہ روزنامہ ''ایام'' فیصل آباد کے ایڈیٹر مولوی غلام رسول جنڈیالوی جو چند سال قبل انتقال کر گئے ہیں ان کی رہائش مندر گلی کی نکر پر تھی اور وہ ہر جمعہ میری اقتداء میں مسجد رحمانیہ مندر گلی میں پڑھا کرتے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد اکثر ان سے چائے پر گفتگو رہتی۔ انہوں نے بتایا کہ امرتسر ضلع مسلم لیگ کے صدر مولانا سید محمد اسماعیل غزنوی تھے' روپڑ جیسے معروف شہر میں مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی شہری مسلم لیگ کے صدر تھے۔ دہلی جیسے بڑے شہر میں مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل شیخ عطاء الرحمٰن ناظم مدرسہ رحمانیہ کے صاحبزادے شیخ حبیب الرحمٰن تھے۔ مسلم لیگ ضلع دہلی کے نائب صدر مولانا محمد جونا گڑھی تھے۔ لائل پور ضلع مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد اسحاق چیمہ تھے۔ مولانا محمد صدیق تاندلیانوالہ میں رہائش پذیر تھے لیکن ضلع بھر کے قصبات ودیہات میں تحریک پاکستان کے جلسے جلوسوں میں ان کی تقریروں کا شہرہ تھا۔

تحریک پاکستان کے آخری دنوں میں متحدہ ہندوستان کے ہر شہر وقصبات اور گلی کوچوں میں گونجنے والے یہ دونوں نعرے: پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ اور ''لے کے رہیں گے پاکستان''۔ ''بن کے رہے گا پاکستان'' اہل حدیث اکابرین کے دیئے ہوئے ہیں۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی جب کانگریس کو چھوڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہوئے تو پنجاب میں ایک ہل چل اور انقلاب پیدا ہو گیا' مختلف شہروں میں مولانا کے اعزاز میں استقبالیہ تقریبات منعقد ہوئیں۔ بعض مقامات پر بڑے بڑے جلسوں سے انہوں نے خطاب فرمایا۔ لائل پور کے بڑی عمر کے لوگ بتاتے ہیں کہ دھوبی گھاٹ میں بھی مولانا غزنوی کی تقریر کا پروگرام بنایا گیا۔ قد آدم اشتہارات مولانا کی تصویر کے ساتھ شائع کیے گئے۔ نگینوں' موتیوں اور چمکدار شیشے کی ٹکریوں سے آراستہ ایک اونچی کرسی تیار کی گئی جو اسٹیج پر رکھی گئی جس پر مولانا غزنوی جلوہ افروز ہوئے۔ اسٹیج پر یہ ایک کرسی تھی باقی معززین اسٹیج کے دائیں اور بائیں صفوں پر بٹھائے گئے۔ ان معززین میں میاں عبدالباری صدر پنجاب مسلم لیگ' خلیق قریشی مدیر روزنامہ ''عوام''، عزیز دین ممبر قومی اسمبلی' حکیم نور الدین طبیب صدر بلدیہ وصدر انجمن اسلامیہ وانجمن اہل حدیث اور مفتی محمد یونس خطیب مرکزی جامع مسجد کچہری بازار' مولانا عبدالواحد اور مولانا محمد اسحاق چیمہ سیکرٹری جنرل ضلع مسلم لیگ براجمان تھے۔ عام سامعین نیچے دریوں پر بیٹھے ہوئے تھے جن کی تعداد شمار سے باہر تھی۔ مولانا غزنوی نے اپنے خطاب میں کانگرس اور مسلم لیگ کے موقف کا تقابل کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کے موجودہ حالات اور ہندو مسلم کشمکش کے باعث ضروری ہو گیا ہے کہ علامہ اقبال کے تصور ''ایک اسلامی ریاست کے قیام'' اور اس جدوجہد میں قائد اعظم کا ساتھ دے کر تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا جائے۔ مولانا غزنوی کے شعلہ بار خطاب اور ولولہ انگیز کلام وبیان سے مجمع میں ایک ارتعاش اور جوش وخروش کی کیفیت طاری ہو گئی اور پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے نعروں سے تمام فضا گونج گئی۔ مولانا غزنوی خوبصورتی اور جلال وکمال کا حسین امتزاج تھے جن کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے دور ونزدیک کے سامعین بیتاب تھے۔

یہ تو صورتحال تھی پنجاب کی' ادھر بنگال میں مسلم لیگ کے سرفہرست قائدین میں اہل حدیث علماء' مولانا محمد اکرم خاں ایڈیٹر روزنامہ ''اتفاق'' ڈھاکہ اور علامہ راغب احسن نہ صرف پیش پیش تھے بلکہ بنگال کے مشہور لیڈران حسین شہید سہروردی' خواجہ ناظم الدین' خواجہ شہاب الدین اور مولوی فضل الحق کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ مولانا محمد خالد گرجاکھی مرحوم نے اپنی تصنیف ''مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی'' میں لکھا ہے کہ قیام پاکستان سے چند روز

پیشتر قائد اعظم اور مولانا ابوالکلام آزاد کے درمیان گفتگو کرانے والے علامہ راغب احسن تھے' دراصل علامہ اقبال اور قائد اعظم کے اسلامی تصورات میں وہ وجوہات تھیں جن کی وجہ سے ہمارے اکابر نے ان کا دل وجان سے ساتھ دیا اور بیشمار جانی ومالی قربانیاں دیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کا اکلوتا بیٹا عطاء اللہ شہید ہوا' روپڑی خاندان کے گیارہ افراد شہید ہوئے' حافظ محمد اسماعیل اور حافظ عبدالقادر برقعہ پہن کر عورتوں کے کیمپوں سے پیدل گذرتے ہوئے قصور پہنچے' مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی نے فتویٰ دیا کہ ہر مسلمان کو مسلم لیگ کا ساتھ دینا چاہیے۔ لکھوی خاندان کے علماء بصد مشکل فیروز پور کے کیمپوں سے پیدل گذرتے ہوئے قصور آئے۔ علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے کانگریسی علماء کے سامنے پانچ سوالات رکھے کہ ان کا جواب اگر دے دیں تو وہ مسلم لیگ کو چھوڑ کر کانگرس میں شامل ہو جائیں گے۔ کہاں تک لکھا جائے علمائے اہل حدیث کے کتب خانے' نایاب کتابیں اور دینی لائبریریاں ضائع ہوئیں۔ جان ومال اور عزتوں کی پامالی جیسی قربانیاں دیتے ہوئے انہوں نے سرحد کو عبور کیا۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ہمارے اسلاف کی تحریک پاکستان میں زور دار شرکت اور شب وروز محنت وکاوش کے نتائج تھے کہ کانگرس کے ممتاز قائدین مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا حسین احمد مدنی اور احرار قائد سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے بلند پایہ خطیب ان کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ شاہ جی کا یہ جملہ تو معروف ہے کہ وہ بڑے بڑے جلسوں میں خطاب کرتے ہوئے کہا کرتے تھے: ''لوگ تقریر میری سنتے ہیں اور ووٹ مسلم لیگ کو دیتے ہیں۔''

ہمارے اسلاف کی تحریک پاکستان میں زور دار شرکت اور شب وروز محنت وکاوش کے نتائج تھے کہ کانگرس کے ممتاز قائدین مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا حسین احمد مدنی اور احرار قائد سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے بلند پایہ خطیب ان کے آگے سرنگوں ہو گئے۔

افسوسناک امر یہ ہے کہ پاکستان کے وجود میں آنے پر

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

جو دوقومی نظریہ کا یہ مطلب نکالنے لگے کہ پاکستان اسلام کے لیے نہیں بلکہ مسلمانوں کے لیے بنایا گیا تھا۔ اس ابہام کو ختم کرنے کے لیے مارچ ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے قرارداد مقاصد پاس کی جس میں نظریہ پاکستان کی تشریح کرتے ہوئے واضح کیا گیا کہ نو زائیدہ مملکت پاکستان ایک اسلامی نظریہ کے تحت قائم ہوئی ہے اور اس میں قرآن وسنت کے مطابق جمہوری شہری حقوق' مساوات وعدل اور آزاد عدلیہ کی ضمانت دی گئی' ایسا کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا جو شریعت سے متصادم ہو۔ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس دستور ساز اسمبلی کے ممبران میں اہل حدیث علماء مشرقی پاکستان سے مولانا محمد اکرم خان اور علامہ راغب احسن بھی موجود تھے جنہوں نے قرارداد کے الفاظ وحروف کو سنوارنے میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔

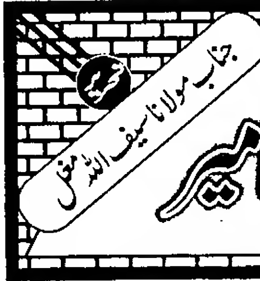
بعد ازاں ایسا ہوا کہ پاکستان بنانے والی نظریاتی مسلم لیگ شخصیتوں اور گروہ بندی کا شکار ہو گئی' ہوس اقتدار میں مبتلا جاگیرداروں اور نوکرشاہی نے طاقت کے نشہ میں پڑ کر آئین سازی جیسے اہم کام کی طرف بھی توجہ نہ دی۔ چوہدری محمد علی کی وزارت عظمیٰ کے زمانے میں مارچ ۱۹۵۶ء کو ملک کا پہلا آئین نافذ ہوا جس میں قرار داد مقاصد میں پیش کیے گئے نظریے پر عمل درآمد کی ضمانت دی گئی تھی' جس سے قبل عوام اور اخبارات ودیگر ذرائع سے رائے لی گئی کہ آئندہ انتخابات مخلوط یا جداگانہ بنیاد پر ہوں۔ بات سے بات نکلتی ہے اسی زمانے میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سالانہ کانفرنس گوجرانوالہ میں جو علامہ خلیل عرب کی صدارت میں منعقد ہوئی تھی اس کے ایک رات کے اجلاس میں جو مولانا غزنوی کی صدارت میں منعقد ہوا تھا ایک بروقت قرارداد پاس کی گئی کہ ملک کے آئندہ انتخابات جداگانہ بنیاد پر ہوں۔ پھر مرکزی جمعیت کی یہ قرارداد پورے ملک کی آواز بن گئی تھی' یاد پڑتا ہے کہ یہ قرارداد مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح نے پیش کی تھی اور اس کی تائید میں مولانا محمد اسماعیل سلفی' مولانا عبدالمجید سوہدروی اور مولانا محمد حنیف ندوی رحمہم اللہ جیسے اکابرین نے تقریریں کی تھیں۔

۱۹۵۸ء میں جنرل ایوب خاں کے مارشل لاء سے بہتری کی توقعات دھری کی دھری رہ گئیں' تاہم یہ خوش آئند اقدام تھا کہ جنرل ضیاء الحق نے ۱۹۷۳ء کے آئین میں ۶۲' ۶۳ کی شقوں کے تحت امیدواروں کے لیے چند اسلامی اصول وضع کیے اور نفاذ اسلام کی طرف بھی کچھ پیش رفت کی گئی۔

موجودہ احوال تو یہ ہیں کہ پاکستان مسلمانوں کا ملک تو بنا لیکن اسلامی مملکت میں نہ ڈھل سکا جس کی بڑی وجہ اقتدار واختیار پر سیکولر ذہنیت کے جاگیرداروں اور جاہ پرست طبقات کا بول بالا رہا۔ قیام پاکستان سے لے کر آج تک قریباً ۷۰ سالہ طویل عرصے میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ہمہ گیر جدوجہد اول تا آخر قرآن وسنت کی تبلیغ واشاعت کے ساتھ ساتھ اس کے عملی نفاذ کی طرف ایک تسلسل کے ساتھ چلی آ رہی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ایک مدت مدید سے مرکزی جمعیت اہل حدیث کا اتحاد پاکستان بنانے والی جماعت یعنی مسلم لیگ سے چلا آ رہا ہے جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسلم لیگ کی تاسیس وبنیاد میں اہل حدیث اکابرین کا بہت بڑا دخل رہا ہے۔ انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمارے موجودہ قائدین علامہ پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ اور حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ سرگرم عمل ہیں۔

موضوع کے اختتام پر میں افواج پاکستان کے سابق سربراہ جنرل کیانی کو خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے ایک موقع پر کسی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا' اسلام کو پاکستان سے کسی صورت میں خارج نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام ہمارے اتحاد کی علامت ہے' پاک فوج اقبال اور قائد کے افکار کی روشنی میں اس مشترکہ خواب کی تعبیر کے لیے کوشاں رہے گی کہ پاکستان کو ایک سچی اسلامی جمہوری ریاست کا نمونہ بنایا جائے۔ جنرل صاحب کے اس بیان کو تمام اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ان کا یہ فرمان ''پاکستان کی نظریاتی اساس'' ہی کی طرف قوم کو متوجہ کرنے کے لیے تھا۔ بلاشبہ افواج پاکستان ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کیساتھ ساتھ نظریاتی سرحدوں کی بھی محافظ ہے۔

اجتماعی زندگی اور اطاعت امیر



دین اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اجتماعی نظم وضبط کے ساتھ زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے۔ اسلامی نظام حکومت میں تو پورا نظام سلطنت ایک امیر یا خلیفہ کے ماتحت رہ کر چلایا جاتا ہے اور اس اجتماعیت کو قائم رکھنے کا منظر ہم عبادات میں بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ ہر مسلمان کو روزانہ پانچ وقت باجماعت نماز کی قرآن وحدیث میں تاکید کی گئی ہے اور باجماعت نماز پر ۲۷ گنا زیادہ اجر وثواب کی خوش خبری دی گئی ہے۔

ایسے ہی ہفتہ وار جمعہ کے اجتماع میں شامل ہونے پر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن کے لیے گناہوں کی معافی کا انعام دیا گیا ہے۔ عیدین کے اجتماعات بھی مسلمانوں میں اجتماعیت کو برقرار رکھنے اور پورے دینی نظام تعلیم وتربیت سے امت مسلمہ کے افراد کو وابستہ رکھنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اسی طرح پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں میں عالمی اسلامی برادری کا احساس اجاگر کرنے کے لیے ہر سال حج کا اجتماع ہوتا ہے۔ یہ اسلام کا عظیم الشان رکن حج جس کی ادائیگی پر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض قرار دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انفرادی زندگی کی بجائے جماعتی زندگی اختیار کرنے پر کس قدر زور دیا ہے؟ فرمایا: ''جب تین شخص سفر پر نکلیں تو ایک کو اپنا امیر بنا لیں۔'' (ابوداود)

فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوتا ہے شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ اسے اکساتا رہتا ہے۔ (نسائی)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے: ''جماعت رحمت ہے اور جماعت سے الگ ہونا عذاب ہے۔'' (مجمع الزوائد)

ایک حدیث میں جماعت اور امیر کی لزومیت کو بیان فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہوا اور امیر کی امارت کو حقیر جانا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی مرتبہ نہ ہوگا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے گر جائے گا۔) (مسند احمد، مجمع الزوائد)

اس لیے جماعتی زندگی کو قائم رکھنا کتنی ضروری بات ہے اور جماعتی زندگی کو پارہ پارہ کرنا کس قدر اللہ پاک کی ناراضی کا ذریعہ ہے اور جماعت بغیر امیر کے نہ بن سکتی ہے نہ قائم رہ سکتی ہے۔ اگرچہ ہماری کوتاہیوں اور نفس پرستیوں کی وجہ سے اکثر جگہ جماعتی زندگی میں بہت ضعف نظر آتا ہے، تاہم اس کی متعدد وجوہات ہیں لیکن ایک ان میں سب سے نمایاں وجہ اطاعت امیر کا فقدان ہے، بلکہ اس کی جگہ خود امیر بننے کا جذبہ ہمیں ہر وقت بے چین اور بے قرار رکھتا ہے۔ قرون اولیٰ میں لوگ امیر بننے سے بچتے تھے اور دل وجان سے اپنے امیر کی اطاعت میں سعادت دارین سمجھتے تھے۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے بے شمار ارشادات ہیں جن میں اطاعت امیر کا حکم دیا گیا ہے اور صحابہ کرام ؓ ان ارشادات پر عمل کرنے کا اعلیٰ ترین مظہر تھے جس سے حدیث اور تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں اور وہ ایسا کیوں نہ کرتے، ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات عالیہ تھے۔

یہاں اس سلسلہ کی چند احادیث بیان کی جاتی ہیں تا کہ ہم اس آئینے میں دیکھ کر اپنے چہرے کے خدوخال سنوار لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر تم پر کسی ناک اور کان کٹے ہوئے کالے غلام کو بھی امیر بنا دیا جائے جو تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق چلائے تو تم اس کا حکم سنو اور مانو۔'' (مسلم)

فرمایا کہ ''تم امیر کی بات سنتے اور مانتے رہو اگرچہ تم پر حبشی غلام ہی امیر کیوں نہ بنایا گیا ہو جس کا سر گویا (چھوٹا ہونے میں) کشمش کی طرح ہو۔'' (بخاری)

فرمایا: ''تم امیروں کی بات سنو اور مانو کیونکہ ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں ان سے پوچھا جائے گا اور تمہاری ذمہ داریوں کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔'' (مسلم)

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے کاموں کا ذمہ دار بنایا ہے ان کی مانو اور امیر سے امارت کے بارے میں نہ جھگڑو چاہے امیر سیاہ غلام ہی ہو۔'' (مستدرک الحاکم)

فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے مسلمانوں کے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے مسلمانوں کے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔'' (ابن ماجہ)

فرمایا: ''تم میں سے جو شخص اپنے امیر کی ایسی بات دیکھے جو اسے ناگوار ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر صبر کرے کیونکہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت یعنی اجتماعیت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔'' (مسلم)

''تم میں سے جو شخص اپنے امیر کی ایسی بات دیکھے جو اسے ناگوار ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر صبر کرے کیونکہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت یعنی اجتماعیت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

فرمایا: ''جس شخص نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا، نماز کو قائم کیا، زکوٰۃ ادا کی اور امیر کی بات کو سنا اور مانا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل فرمائے گا اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا، نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی اور امیر کی بات کو سنا اور نہ مانا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، چاہے تو اس پر رحم فرمائے اور چاہے تو اس کو عذاب دے۔'' (مسند احمد، طبرانی، مجمع الزوائد)

مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں ہمیں جماعتی زندگی اور اجتماعی فائدے کو ہر قسم کی دوسری باتوں پر ترجیح دیتے ہوئے اطاعت امیر کی روش کو اپنی زندگی کا شعار بنانا چاہیے۔ اللہ پاک ہم سب کو اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)



امت محمدیہ ﷺ میں بے شمار ایسی شخصیات پیدا ہوئیں جنہوں نے اپنے بلند کردار، اخلاص وللّٰہیت، جہد مسلسل اور علم وعمل سے تاریخ کے دھاروں کا رُخ موڑ دیا۔ افراد کو بلند کردار بنانے کے لیے انہیں معاشرے کی خرابیوں کو دور کرنا پڑا۔ اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی کردار کو بلند اور انسانیت کو تکمیل وترقی کا درس دیتا ہے، کیونکہ افراد کے کردار ہی میں اقوام کی ترقی اور انسان کی فلاح وبہبود مضمر ہے۔

مسلمانوں کے دورِ انحطاط میں ہمیشہ ایسی بلند کردار شخصیات پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے امت کو پستی سے نکال کر بلندی کی طرف گامزن کیا۔ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا شمار بھی ایسی ہی مقبول ترین شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ حضرت علامہ شہیدؒ نے نہایت مختصر عرصے میں ایسے عظیم کارنامے سرانجام دیئے جو بڑے بڑے ادارے طویل مدت میں بھی سرانجام نہیں دے پاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ صاحب کو عظیم صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ بیک وقت ماہر ادیب، بہترین صحافی، پختہ کار ماہر تعلیم، عظیم مبلغ، شُعلہ بیان خطیب، مدبر سیاست دان اور مخلص مجاہد اسلام تھے۔ عام طور پر لوگ کسی ایک فن میں ہی کمال حاصل کرتے ہیں مگر علامہ شہید کا معاملہ ہی کچھ اور تھا ''ہر فن مولا'' کا لفظ ان پر خوب صادق آتا تھا۔ وہ مذکورہ تمام میدانوں کے عظیم شہسوار تھے، یہ محض دعویٰ یا لفاظی نہیں بلکہ آپ کے کارہائے نمایاں اس بات کے واضح ثبوت ہیں۔ آپ نے ان تمام میدانوں میں قائدانہ کردار ادا کیا، مگر سب سے زیادہ وقت تحریک ختم نبوت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ انہوں نے ملک وبیرون ملک قادیانیوں کے ناپاک عزائم کا تعاقب کیا۔ ختم نبوت کی تحریک کو بین الاقوامی سطح پر اجاگر کرنے میں آپ کا بڑا کردار ہے۔ آپ نے اس عظیم کام کے لیے کئی مرتبہ بیرون ممالک کا سفر کیا اور لوگوں کو قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا۔ آپ انتہائی بالغ نظر اور دور بین نگاہوں کے حامل انسان تھے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی شخصیت ملکی وبین الاقوامی طور پر کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ عوامی حلقوں میں وہ بلند پایہ، ممتاز اور منفرد خطیب کی حیثیت سے معروف تھے۔ ان کی خطابت کا جاہ وحشم، رعب ودبدبہ، ولولہ، ہمہمہ اور طنطنہ ہر مخالف وموافق سے خراج تحسین وصول کر چکا تھا۔ ان کی آواز کی گھن گرج سے عوامی اجتماعات میں دیدنی سی کیفیت ہوتی تھی۔ علمی حلقوں میں آپ ایک قد

آپ کی ان کتب کو دیکھ کر آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ ایک عجمی آدمی کیونکر عربی زبان میں ایسے علمی جواہر پارے اور تحقیقی سرمایہ مہیا کر سکتا ہے۔ آپ نے باطل فرقوں کے عقائد اور نظریات پر جس تحقیقات اور واقعاتی طور پر روشنی ڈالی وہ قابل تحسین ہے۔

آور (دینی وسیاسی) علمی شخصیت سمجھے جاتے تھے۔ اردو کے ساتھ ساتھ عربی کے ایک ممتاز اور قادر الکلام متکلم، ادیب اور عالمِ دین تھے۔ انہیں علم دین کے ہر شعبہ میں دسترس حاصل تھی، بلکہ عربی زبان میں آپ کو تقریر اور گفتگو کرتے ہوئے دیکھ کر یوں محسوس ہوتا کہ آپ کی مادری زبان عربی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے مختلف موضوعات پر تحقیق کر کے جو کتب شائع کیں، عرب ممالک میں ان کی بہت پذیرائی ہوئی اور انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ آپ کی ان کتب کو دیکھ کر آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ ایک عجمی آدمی کیونکر عربی زبان میں ایسے علمی جواہر پارے اور تحقیقی سرمایہ مہیا کر سکتا ہے۔ آپ نے باطل فرقوں کے عقائد اور نظریات پر جس تحقیقات اور واقعاتی طور پر روشنی ڈالی وہ قابل تحسین ہے۔

سیالکوٹ کی یہ زرخیز زمین جس نے ہزاروں مردِ قلندر پیدا کیے ہیں، دینِ اسلام کے عبقری رجال کی لہلہاتی فصل اور عظیم الشان کارناموں وکرداروں اور لافانی خوشبوئے اخلاص کی مہک سے بھری پڑی ہے، جن کی بنا پر یہ رجال کارتا قیامت ذکر خیر کے زمزموں میں زندہ وجاوید رہیں گے۔ جو شاہراہِ حیات کے مسافروں کے لیے روشن قندیل کا کام دیتے رہیں گے، جو حیاتِ فانی کی پُر اسرار وپُر پیچ وادیوں میں گم گشتہ راہوں کے لیے تعینِ منزل کا کام دیتے رہیں گے۔ آنے والی نسلیں ان کے افکار کو سامنے رکھ کر اپنی زندگیاں سنواریں گی، زندہ قومیں ان کے کردار پر فخر کرتی رہیں گی۔ ان ہی عبقری شخصیات میں سے علمائے اہل حدیث کے محب، مدینہ یونیورسٹی کے فرزند ارجمند، استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد گوندلویؒ، شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمدؒ، فضیلۃ الشیخ علامہ ناصر الدین البانیؒ، الشیخ محمد امین الشنقیطیؒ، فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ کے شاگردِ خاص خطابت کے شہسوار، ختمِ نبوت کے بہادر، دلیر، مخلص، نڈر اور عظیم مجاہد شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

وارثانِ نبی ﷺ کی محبت ان کی حیاتِ مستعار کا عزیز ترین سرمایہ تھا، اسی وابستگی نے ان کے ارادوں کو توانائی اور حوصلوں کو تازگی بخشی۔ ختم نبوت جو اسلام کی بنیاد ہے، اس اساس وبنیاد کے تحفظ کے لیے جنہوں نے اپنا تن من دھن قربان کر دیا، قلعہ اسلام کی حفاظت کرتے کرتے اپنی قیمتی اور عزیز ترین متاع جان تک اس کے لیے نذر کر دی اور اس صحرائے وحشت وغم اور دشتِ جنون کو اپنے لہو سے لالہ زار وگل زار بنا کر چل دیئے۔

جہاں تک حضرت علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کا تعلق ہے بقول آغاز شورش کاشمیری مرحوم:

''خطابت کا ایک حقیقی جوہر دلیری ہے، خطیب یا مقرر میں جرأت نہ ہو تو خیالات کا گلا خود بخود گھٹ جاتا ہے، دلیری ہو تو مخالف مجمع میں رُکی ہوئی طبیعت خود بخود کھل جاتی ہے، الفاظ خود بخود متعاقب چلے آتے ہیں، یوں معلوم ہوتا ہے جیسے گلے کی گراریاں کھل گئی ہوں، جس تقریر سے کام ودہن خود لذت محسوس کریں، وہ خود بخود لوگوں کی سماعتوں میں اترتی ہے''۔

بعینہٖ یہی کیفیت حضرت علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی

تھی، جب وہ خطابت کے میدان میں اترتے اور دل کی آنچ شعلۂ گفتار میں ڈھلتی تو ہزاروں کا مجمع دم بخود دکھائی دیتا، مخالفین کا ہجوم ان کی خطابت کے ریلے میں بہہ جاتا، کیوں کہ خطابت ان کے لیے قدرت کا عطیہ تھی۔ ان کے لیے ہر موضوع گویا جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی تھا۔ مذہب پر بولتے تو عبقری زبان محسوس ہوتے، مظاہروں اور جلسوں میں بولتے تو سراپا شعلۂ گفتار بن جاتے، ان کے الفاظ میں دل سلگتا اور خون بولتا محسوس ہوتا، ایسی مفکرانہ ومدبرانہ گفتگو کرتے کہ اس سے کئی مضامین اور کتابیں لکھی جاسکتیں۔

ان کی خطابت کے اجزائے ترکیبی میں دلیری، خود داری، شعلہ بیانی اور اخلاصِ عمل کا ولولہ جوش مارتا، ضرب ید اللّٰہی کا بانکپن ظاہر ہوتا، ان کے جملے دریائی لہروں کی مانند رواں دواں ہوتے۔ جب وہ بولتے تو گویا وقت ٹھہر کر اور ہوائیں رک کر اور پرندے اپنی آرام گاہوں میں بیٹھ کر سنتے تھے۔ جلسے اور جلوس میں شعلے کی طرح بھڑکتے اور رعد کی طرح کڑکتے۔ آواز وانداز میں حسنِ فطرت اور وادیٔ سخن کا حسین امتزاج موجزن دکھائی دیتا۔ ان میں للکار اور پکار دونوں تھے، اعتماد واعتقاد کے لہجے میں گونج کے مقرر تھے، بڑی خوبی ان کا برجستہ پن تھا، خواہ وہ عمومی تقاریر ہوں، معلوماتی ہوں، سیاسی ہوں، ادبی ہوں، رسمی ہوں، مذہبی ہوں۔ وہ تربیتی وفکری تقریر کے میدان میں ہوں یا فنی تقاریر کی دشوار گھاٹیوں میں، جب وہ بولتے تو بولنے کا حق ادا کردیتے اور موتی رولتے نظر آتے۔

غرض یہ کہ ان میں ایک بہترین خطیب ومقرر کے تمام اوصاف پائے جاتے تھے خواہ زبان وبیان کے نشیب وفراز ہوں یا اظہار واسلوب کی نزاکت کی پہچان، آواز وتلفظ کی نزہتوں سے بہرہ مندی ہو یا تاریخ کے وسعت مطالعہ کا معاملہ، متنوع مضامین سے آشنائی ہو یا سلاست، متانت، وقار، ظرافت اور اشارات ہوں یا صراحت وتمثیلات، استدلالی حقائق ہوں یا تجربہ ودلائل کے انبار........ کیونکہ سلاست کے بغیر قفل زدہ قلوب پر دستک دینا مشکل ہے، متانت کے بغیر تقریر غیر مؤثر ہے، اشارات کے بغیر جذبۂ سامعین بیدار نہیں ہو پاتا، ظرافت نہ ہو تو جیسے بے نمک کھانا، تمثیلات نہ ہوں تو خطابت بے وزن، استدلال نہ ہو تو خطابت بے بنیاد، تجربہ نہ ہو تو خطابت جواں نہیں ہوتی، دلائل سے مزین نہ ہو تو بے معنی نظر آتی ہے۔ خطابت کے یہ تمام جواہر واوصاف اس مردِ قلندر، مردِ مجاہد، شہید اسلام کی خطابت میں پوری تابنا کی کے ساتھ نمایاں تھے، لیکن افسوس کہ یہ خطیب بے بدل بھی ہم سے چھین لیا گیا اور وہ مقامِ شہادت پر فائز ہو گیا، لیکن قاتلوں اور دشمنوں کو کون بتائے کہ:

جسے حقیر سمجھ کر تم نے بجھا دیا
وہی دیا جلے گا تو سحر ہو گی

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کی موت وشہادت تنہا ایک عالمِ دین کی موت نہیں، ایک مخلص مجاہد، بہترین منتظم، زبردست سیاست دان کی رحلت نہیں بلکہ پوری ایک نسل کی موت، ایک مستقل دور کا اختتام ہے، ان کی رحلت علم وتحقیق کے ماتھے کا جھومر، تقریر وبیان کے ماہر، ہمت واستقلال کے پہاڑ، امت مسلمہ کے لیے ناسور کی شکل اختیار کرنے والے فتنۂ قادیانیت کے خلاف سیف بے نیام کی رحلت ہے۔ علامہ شہید نے 23 مارچ 1987ء کے لاہور بم دھماکے سے کچھ عرصہ قبل جنت البقیع کے دامنِ شفقت میں دفن ہونا اللہ سے مانگا تھا۔ بم دھماکے کے بعد حالات اس طرف موزوں ہوتے گئے، اسباب بنتے گئے، فاصلے مٹتے گئے۔ سعودی عرب کے فرماں رواں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے داعیہ ڈال دیا کہ میرے ایک بندے نے مجھ سے جنت البقیع کا بسیرا مانگا، میں اسے دینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے سعودی عرب سے اسپیشل اپنا ایک جہاز بھیجا جس میں علامہ احسان الٰہی ظہیر کو لے جایا گیا اور توحید وسنت کے مبلغ نے وہاں جاکر داعی اجل کو لبیک کہا' پھر وہی ہوا جو سب نے دیکھا کہ دھماکہ لاہور میں اور قبر جنت البقیع میں۔

وہ چاند طیبہ میں جا کے ڈوبا
جو چاند میرے وطن سے نکلا

بقیہ ڈاکٹر عبدالرشید اظہرؒ

کا اظہار کرکے سامعین کی تشنگی دور کردیتے تھے۔

مختلف ممالک سے مدعو کیا جاتا جہاں وہ اسلام کا پیغام اس انداز سے پہنچاتے کہ انہیں سفیر اسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اہل علم ودانش اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ صحیح البخاری کی آخری حدیث پر جس منفرد انداز میں درس انہوں نے متعارف کروایا وہ ان سے پہلے کسی کا خاصہ رہا نہ انکے بعد کوئی اس انداز کو اپنا سکا۔ اپنی علمی وجاہت اور طاقت گویائی کی بدولت ایسے جادو جگاتے کہ ہر شخص جھولی بھر کر جاتا۔

متکلم اسلام شہید ملت کا ظاہر وباطن ایک سا تھا جیسے باہر سے شفاف ویسے ہی اندر سے اجلے تھے۔ آپ بااخلاق، طبیعت میں اعتدال، رائے میں توازن، فکر میں گہرائی، معاملات میں دور اندیشی جیسی صفات عالیہ سے متصف تھے۔ وضع قطع میں پابند شریعت' اخلاق وشرافت کا مرقع اور علم وعمل کے پیکر تھے، جس بات کو حق سمجھتے اس کا برملا اظہار کرتے' بڑی سے بڑی رکاوٹ ابطال باطل اور احقاق حق میں رکاوٹ نہ بن سکی۔

بڑے بڑے دانشور اور اصحاب علم آپ کے سامنے بات کرنے سے ہچکچاتے تھے، ان کی گفتگو جہاں انکی تبحر علمی، ذوق مطالعہ کی آئینہ دار ہوتی تھی وہیں بات بات سے انکے سیرت وکردار کی عکاسی بھی کرتی تھی۔ گویا چاند کی مانند تھے ایسا چاند جس کے گرد اعلیت وارفعیت کا ہالہ ہو۔

یہ حقیقت ہے کہ آج کا دور قحط الرجال کا دور ہے' جید علماء کرام دنیا سے اٹھتے جارہے ہیں۔ اس دور میں وہ ایک چراغ تھا جو پوری آب وتاب سے چاروں اطراف روشنی بکھیر رہا تھا، بلا مبالغہ جن کا وجود دینی، ادبی وعلمی حلقوں میں بالخصوص اہل خانیوال کے لئے باعث برکت تھا۔ اس روشنی کو ظالموں نے بجھا دیا۔ ان کی تمام دینی' ملی مسلکی اور جماعتی کاوشیں قابل ستائش ہیں جن کے تذکرہ کے لئے کئی دفاتر درکار ہیں انکی ذات اس شعر کی عملی تصویر تھی کہ

جس کی ساری داستاں تھی داستان علم وفن
جس کی موج نطق تھا اپنا چمن

المختصر علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ تعالی حقیقی معنی میں رجل الرشید تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، اور انکے علمی وراث ڈاکٹر حافظ مسعود عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ تعالی کی مساعی جمیلہ کو اللہ تعالی شرف قبولیت سے نوازے، جنہوں نے انتہائی مشکل حالات میں اپنے والد گرامی کے مشن کو کمزور نہیں پڑنے دیا۔ تمام تر مخالفتوں کے باوجود کبھی ہمت نہ ہاری اور نہایت اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دین کے اس قلعہ جامعہ سعیدیہ سلفیہ کی آبیاری کے لئے اپنے دن رات وقف کئے ہوئے ہیں۔ اپنی جوانی قربان کر دی' اللہ تعالی انہیں واپنے والد محترم کے لئے صدقہ جاریہ بنائے،، آمین یارب العالمین۔

حجر اسود

تحریر: جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

بچپن سے بیت اللہ شریف دیکھنے کا بڑا ہی شوق تھا۔ والدین ہمیں بیت اللہ کی اہمیت سے آگاہ کرتے رہتے اور دینی کہانیاں سناتے تھے۔ تصور میں ہم بیت اللہ شریف کے ارد گرد چکر لگاتے۔ حجر اسود کو چومنے کا تصور آتے ہی دل و دماغ میں تازگی اور لذت آ جاتی۔ علمائے کرام کی زبانی سنتے تھے کہ حجر اسود ایک کالے رنگ کا پتھر ہے جو جنت سے آیا تھا۔ دنیا میں یہ ایک ہی پتھر ہے جو جنت سے آیا ہے۔ اس کی بہت زیادہ روشنی تھی، اتنی زیادہ کہ اگر یہ باقی رہتی تو پوری دنیا کو روشن کر دیتی، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی روشنی کو بجھا دیا ہے تا کہ لوگوں کو اس کا بوسہ لینے یا استلام کرنے میں آسانی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے کروڑوں انسانوں بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں اربوں انسانوں کو اس کے چومنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس پتھر کو بڑے بڑے اعزاز ملے۔ اس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا ہے کہ کائنات کی سب سے اعلیٰ و ارفع شخصیت، سید ولد آدم، سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں میں اسے اٹھایا اور اس جگہ نصب فرمایا جہاں یہ آج بھی نصب ہے۔

آیئے! آج ہم آپ کو اس جنتی پتھر کے بارے میں مستند معلومات مہیا کرتے ہیں۔

جب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بیت اللہ شریف کو تعمیر کر رہے تھے تو آپ نے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا: ہم ایک خاص پتھر اس کعبہ میں لگائیں گے۔ بیٹے نے پوچھا: ابا جان! وہ پتھر کس طرح کا ہوگا؟ فرمایا: تم جاؤ اور ارد گرد کے علاقے میں فلاں فلاں شکل کا فلاں خوبیوں والا پتھر تلاش کر کے لے آؤ۔ بیٹا جب واپس آیا تو دیکھا کہ والد صاحب اس کے واپس آنے سے پہلے ہی وہ پتھر اس کی جگہ پر نصب کر چکے ہیں۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا: ابا جان! یہ پتھر آپ کو کہاں سے ملا؟ تو فرمانے لگے: جبریل آسمان سے اس پتھر کو لے کر نازل ہوئے اور مجھے اللہ کا حکم دیا کہ میں اسے کعبۃ اللہ میں مطلوبہ مقام پر نصب کر دوں۔

حجر اسود اس کائنات میں سب سے اعلیٰ اور افضل پتھر ہے۔ بیت اللہ شریف کا افضل ترین حصہ یہی افضل ترین مقام ہے۔ اسی لیے تو اسلام نے اسے چومنے یا اس کو چھونے کا حکم دیا ہے۔ یہ پتھر بیت اللہ شریف کے جنوب مشرقی حصے میں نصب ہے۔ بیت اللہ شریف کا دروازہ اس کے دائیں جانب واقع ہے۔ مطاف سے یہ ڈیڑھ میٹر اونچا بیت اللہ کی دیوار میں نصب ہے۔ ہم اس

حجر اسود اس کائنات میں سب سے اعلیٰ اور افضل پتھر ہے۔ بیت اللہ شریف کا افضل ترین حصہ یہی افضل ترین مقام ہے۔ اسی لیے تو اسلام نے اسے چومنے یا اس کو چھونے کا حکم دیا ہے۔ یہ پتھر بیت اللہ شریف کے جنوب مشرقی حصے میں نصب ہے۔

پتھر کی حقیقی تصویر تو بیان نہیں کر سکتے، کیونکہ اس وقت یہ 8 چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر مشتمل ہے۔ ان ٹکڑوں کو مسک، عنبر اور خصوصی مصالحے کے ساتھ چاندی کے ایک خول میں اکٹھا کیا گیا ہے۔ جس شخصیت نے سب سے پہلے حجر اسود کو چاندی کا حلقہ یا خول پہنایا وہ مشہور صحابی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تھے۔

زمانہ جاہلیت میں ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد سردار خویلد کے زمانہ جوانی میں یمن کے بادشاہ تبع نے بیت اللہ شریف پر حملہ کیا۔ تبع کی خواہش تھی کہ وہ حجر اسود کو یمن لے جائے۔ جب سردار خویلد کو علم ہوا تو انہوں نے قریش کی ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لیا اور تبع سے ملاقات کی اور تبع کو اس کام سے باز رہنے کو کہا۔ پہلے تو تبع نے ان کی بات کو اہمیت نہ دی، مگر اللہ تعالیٰ کو اپنے اس گھر کی حفاظت مقصود تھی۔ اللہ نے اپنے گھر کی حفاظت اس طرح فرمائی کہ تبع نے بڑا خوفناک خواب دیکھا جس کی تعبیر اس نے یہ سمجھی کہ اللہ کے گھر کی بڑی عظمت ہے۔ اس لیے اس نے خود ہی حجر اسود کو اس کی جگہ سے منتقل کرنے کا پروگرام ترک کر دیا۔

جب اللہ کے رسول ﷺ کی عمر مبارک 35 سال تھی تو ایک مرتبہ اتفاقاً بیت اللہ شریف کو آگ لگ گئی جس سے کعبہ شریف کے پتھر کمزور پڑ گئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانے ہی سے بیت اللہ شریف کی دیواروں کی بلندی 9 ہاتھ یعنی قریباً پونے سات میٹر تھی۔ اس پر چھت بھی نہیں تھی۔ لوگ اس عظیم اور شرف والے گھر کی عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے تحائف پیش کرتے رہتے تھے۔ بیت اللہ کے اندر کچھ خزانہ بھی رکھا ہوا تھا۔ بیت اللہ شریف کی حفاظت کا کوئی خاص اہتمام بھی نہ تھا۔ ایک روز چوروں نے بیت اللہ کے اندر رکھا ہوا خزانہ چوری کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ غلط کام مکہ کے ایک مشہور سردار نے کیا تھا۔ اس لیے قریش کعبہ پر چھت بھی ڈالنا چاہتے تھے۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر کو ایک طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ عمارت کسی بھی وقت بھی گر سکتی تھی۔ بیت اللہ شریف شہر مکہ کی سطح زمین سے خاصا نیچے ہے۔ بارش آتی تو پانی سیلابی شکل میں یہاں داخل ہو جاتا۔ ایک سال زور دار سیلاب آیا۔ جس کے نتیجے میں خانہ کعبہ کسی بھی لمحے ڈھے سکتا تھا۔ اب قریش کے پاس اسے از سر نو تعمیر کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا۔

جب عمارت حجر اسود کی بلندی پر پہنچی تو قریش میں جھگڑا شروع ہو گیا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر کون نصب کرے گا۔ قریش کا ہر قبیلہ اور ہر سردار چاہتا تھا کہ وہی حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھنے کا شرف حاصل کرے۔ یہ جھگڑا پانچ دنوں تک چلتا رہا۔ ہر کوئی اس فضیلت کا حقدار ہونے کا دعویدار تھا۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا جھگڑے کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اس بات کا خدشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں حرم کے اندر تلواریں نہ چل جائیں اور آپس میں قتل و غارت ہی شروع نہ ہو جائے۔

ابو امیہ مخزومی قریش کا ایک بوڑھا سردار تھا۔ اس نے لڑنے جھگڑنے والوں کو خاموش کرواتے ہوئے کہا: بھائیو! آپس میں جھگڑتے کیوں ہو! ایسا کرتے ہیں کہ ابھی حرم کے دروازے سے جو سب سے پہلا شخص اندر

داخل ہوگا اسی کو ہم اپنا فیصل مان لیتے ہیں۔ جتنے لڑنے والے تھے' سب کہنے لگے: ابو امیہ! ہمیں آپ کی تجویز سے اتفاق ہے۔

قریش بیت اللہ کے دروازے کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کون سب سے پہلے حرم میں داخل ہوتا ہے۔ اب دیکھیے! اللہ کی قدرت اور اس کی مرضی کہ سب سے پہلے صادق اور امین محمد (ﷺ) حرم شریف میں داخل ہوتے ہیں۔

جیسے ہی آپ پر ان کی نظر پڑی تو سب خوشی سے سرشار ہو گئے۔ کہنے لگے: ارے یہ تو امین آگئے ہیں' یہ تو محمد ہیں' ہم ان کے فیصلے پر دل وجان سے راضی ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ جب ان کے قریب پہنچے تو قُریش نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ان کے درمیان حجر اسود کے حوالے سے جھگڑے کا فیصلہ کر دیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: ایک بڑی سی چادر لائی جائے۔ حکم کی فوراً تعمیل ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے چادر کو زمین پر بچھایا۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے حجر اسود کو چادر کے درمیان میں رکھا۔

اب آپ ﷺ نے آپس میں لڑنے جھگڑنے والے تمام قبائل کے سرداروں کو بلایا اور ان سے فرمایا: آپ سب لوگ اس چادر کو کناروں سے پکڑ کر اوپر اٹھائیں۔ تمام سرداروں نے چادر کو اٹھایا۔ آپ نے فرمایا: اب اسے اسی طرح بیت اللہ کے دروازے کے پاس لے چلو۔ تمام سردار حجر اسود کو اٹھائے ہوئے اس کے مخصوص مقام پر لے جاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ آگے بڑھتے ہیں اور اپنے مبارک ہاتھوں سے حجر اسود کو اٹھا کر اس کی مقررہ جگہ پر رکھ دیتے ہیں۔

اللہ کے رسول کا یہ فیصلہ بڑا ہی عمدہ تھا۔ بڑے بڑے سردار عقلمند اور زیرک لوگ اس فیصلہ پر عش عش کر اٹھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کے جد امجد قصی سے لے کر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور ولایت تک حجر اسود کو نہ تو کوئی نقصان پہنچا اور نہ ہی اسے چوری کرنے کی کوشش کی گئی؛ تاہم 64 ہجری میں وقوع ہونے والے ایک سانحہ کے نتیجے میں کعبہ شریف کے غلاف کو آگ لگ گئی جس سے حجر اسود کو بھی نقصان پہنچا۔ 73 ہجری میں ایک بار پھر غلاف کعبہ کو ایک حاجی کی غلطی کے باعث آگ لگ گئی؛ غالبًا وہ غلاف کعبہ کو خوشبو دار دھونی دے رہا تھا۔ اس سے بھی حجر اسود کو جزوی طور پر نقصان پہنچا۔

اس نقصان کے ازالہ کے لیے مشہور عباسی خلیفہ ہارون رشید نے حجر اسود پر چاندی کا خول چڑھا دیا اور حجر اسود کے ٹکڑوں کے درمیانی خلا کو الماس سے بھر دیا۔

حجر اسود پر سب سے زیادہ ظلم وزیادتی 317 ہجری میں ہوئی جب سعودی عرب کے علاقے الاحساء سے حاکم بحرین قرامطہ کے قائد ابو طاہر قرمطی شیعہ نے ہزاروں فوجیوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ پر دھاوا بول دیا۔ یہ حج کے ایام تھے۔ ابو طاہر نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ جتنے لوگ بیت اللہ میں موجود ہیں سب کو قتل کر دیا جائے اور حجر اسود کو اکھاڑ لیا جائے۔ ایک روایت کے مطابق اس موقع پر مقتولین کی تعداد تیس ہزار سے زائد تھی۔ اس نے حجر اسود کو خانہ کعبہ سے اکھاڑا اور اسے اپنے ساتھ قطیف لے گیا۔ تاریخ اسلامی نے بڑے بڑے مظالم دیکھے ہیں۔ بڑے بڑے جابرہ' فساق وفجار اور بدبختوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے' مگر قرامطہ کا ظلم وستم، زیادتی' حجاج کرام کا قتل وغارت گری اور حجر اسود کو اٹھا کر لے جانا اتنا بڑا سانحہ تھا کہ انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

بڑے بڑے جابرہ' فساق وفجار اور بدبختوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے' مگر قرامطہ کا ظلم وستم، زیادتی' حجاج کرام کا قتل وغارت گری اور حجر اسود کو اٹھا کر لے جانا اتنا بڑا سانحہ تھا کہ انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

قارئین کرام! یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت پر مبنی فیصلے ہیں۔ کبھی تو وہ اپنے گھر کی توہین کرنے والے بدبختوں کو فوری سزا دے دیتا ہے اور کبھی عام لوگوں کی مصلحت کی خاطر اس عذاب کو آخرت تک مؤخر کر دیتا ہے۔

ان بدبختوں نے مقام ابراہیم کو بھی چوری کرنے کی کوشش کی' مگر بیت اللہ کی حفاظت کرنے والوں نے اسے چھپا لیا تھا' اس لیے وہ ان ظالموں کے ہاتھ آنے سے بچ گیا۔ 318 ہجری میں قطیف کے علاقے میں قرامطی شیعوں نے ایک بہت بڑا گھر تعمیر کروایا اور اس علاقے کے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس گھر کا طواف کریں مگر لوگوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر اس علاقے کے ہزاروں لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔

حجر اسود کو پہلے اسی گھر میں' پھر دوسرے مختلف مقامات پر رکھا گیا۔ ابو طاہر واپسی کے سفر پر تھا کہ اس دوران خلافت عباسیہ کی جانب سے گورنر مکہ ابن محلب اپنے اہل وعیال اور ایک لشکر کے ساتھ ابو طاہر کے پاس پہنچے اور قرامطیوں سے درخواست کی کہ وہ حجر اسود کو واپس کر دیں' مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ جب مذاکرات ناکام ہوئے تو امیر مکہ نے اپنی فوج کے ساتھ قرامطہ سے مجبوراً لڑائی کی' مگر بدقسمتی سے قرامطہ نے امیر مکہ' ان کے گھر والوں اور اکثر اہل لشکر کو بھی قتل کر دیا۔ ابو طاہر اور اس کا لشکر حجر اسود کو ساتھ لیے ہوئے اپنے علاقے کو چل دیے۔ حاجیوں سے لوٹا ہوا مال بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ اس طرح حجر اسود قریبًا 22 سال تک بحرین میں ان کے قبضے میں رہا۔ اس دوران عباسیوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ قرامطی کسی طریقے سے حجر اسود واپس کر دیں۔ انہوں نے ہر طریقہ آزمایا۔ دباؤ بھی ڈالا۔ بڑی بڑی رقوم کا لالچ بھی دیا' مگر قرامطہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ وہ اپنی ضد اور عناد پر مسلسل اڑے رہے۔

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ علمائے کرام کے فتویٰ کے مطابق حج اور عمرہ کے دوران حجاج کرام بدستور کعبۃ اللہ کا طواف کرتے رہے؛ تاہم حجر اسود والی جگہ پر رک جاتے۔ اسے اسی طرح استلام کرتے یا اشارہ کر کے آگے گزر جاتے۔ بلاشبہ یہ وقت مسلمانوں کے لیے بڑا مشکل اور کٹھن تھا۔ اسی دوران عباسی خلیفہ نے قرامطہ سے بات چیت کی۔ ان سے کہا: جتنا بھی مال ودولت آپ چاہتے ہیں لے لیں' مگر حجر اسود کو واپس کر دیں۔ خلیفہ نے تیس ہزار دینار کی خطیر رقم قرامطہ کو دینے کی پیشکش کی مگر انہوں نے انکار کر دیا' ایک بار پھر مذاکرات ناکام رہے۔

بعد میں امیر بجکم ترکی نے قرامطہ کو پچاس ہزار دینار دینے کی پیشکش کی کہ وہ حجر اسود مسلمانوں کو لوٹا دیں' مگر انہوں نے کہا: ہم نے جس کے حکم سے اسے اکھاڑا تھا اسی کے حکم پر اسے واپس بھی کریں گے۔ آگے چل کر ابو طاہر نے بغیر کسی تاوان کے حجر اسود کو مکہ مکرمہ لوٹا دیا۔

ہوا یوں کہ فاطمی خلیفہ مہدی علوی نے قرامطہ پر

باقی صفحہ 8 پر

شہید اسلام علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ

تحریر: جناب حارث ہارون سلیمی

نماز مغرب کے بعد موبائل پر میسج موصول ہوا کہ الشیخ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر کو شہید کر دیا گیا ہے میں تیز تیز لیکن بے جان قدموں کے ساتھ جامعہ سعیدیہ سلفیہ پہنچا، یہاں تو عجیب ہی منظر تھا' دیکھتے ہی دیکھتے ایک ہجوم جمع ہوگیا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی' ہر چہرہ افسردہ تھا' ہر دل خون کے آنسو رو رہا تھا، دل و دماغ اس سانحہ کے لیے قبول کرنے کو تیار نہ تھے، لیکن یہ عظیم سانحہ ہو چکا تھا۔ میرے برادر اکبر ڈاکٹر حافظ مسعود عبدالرشید اظہر جو کہ اسی وقت بہاولپور سے تشریف لائے تھے ان کے فون پر مسلسل کالیں موصول ہو رہی تھیں، کبھی اسلام آباد میں اپنے گھر والوں کو صبر کی تلقین کرتے سنائی دیتے تو کبھی نہایت صبر سے ہر بار صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر دعا کی درخواست کرتے اور فون بند کر دیتے۔ یقیناً ان کے لئے یہ صدمہ ناقابل برداشت تھا لیکن وہ ایک عزم و حوصلہ کا پہاڑ بنے خود کو سنبھالے ہوئے تھے۔ لمحوں میں انکے ناتواں کندھوں پر ایک بار گراں آن پڑا تھا۔ انہوں نے اپنے بڑے بیٹے عبداللہ کو بوسہ دیا' اسے صبر کی تلقین کی اور جناب شیخ محمد ایوب کے ہمراہ اسلام آباد کے لیے روانہ ہوگئے۔

دوسرے دن علی الصبح ملک بھر سے متکلم اسلام کے محبین کا تانتا بندھنا شروع ہوگیا، اہل خانیوال حیران تھے کہ اتنی خلقت کہاں سے آرہی ہے' ہجوم دیکھ کر سوال کرتے کہ کیا ہوا ہے؟ بھرائی زبان سے بے اختیار ایک ہی جواب آتا کہ اہل خانیوال یتیم ہوگئے، ایک مرشد و مربی سے مرحوم ہوگئے۔ اگلے دن عین نماز مغرب کے وقت آپکا جسد خاکی خانیوال پہنچایا گیا۔ اس وقت جو احساسات و جذبات کا اظہار دیکھنے میں آیا اس کا تذکرہ کوئی اہل قلم کرنے سے قاصر ہے۔ مرحوم کا پہلا جنازہ جامعہ سلفیہ اسلام آباد میں انکے دیرینہ رفیق کار حافظ عبدالحمید ازہر کی اقتداء میں، دوسرا جنازہ شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں جبکہ تیسرا جنازہ ڈاکٹر صاحب سے قلبی تعلق رکھنے والی عظیم شخصیت جناب پروفیسر محمد یونس یعقوب بٹ حفظہ اللہ کی اقتداء میں خانیوال میں ادا کیا گیا۔ حافظ مسعود عبدالرشید اظہر نے جنازے و تدفین کے تمام معاملات علماء کی جماعت کے سپرد کئے ہوئے تھے جن میں حافظ مسعود عالم، مولانا یونس بٹ، مولانا عبدالعزیز علوی' حافظ عبدالحمید ازہر اور دیگر شامل تھے۔

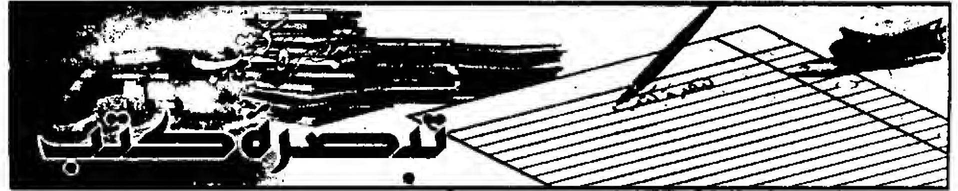
راقم الحروف نے متکلم اسلام کی اقتداء میں پہلا جمعہ جولائی 2003ء میں جامعہ سعیدیہ سلفیہ خانیوال کی مسجد جامع الحسنات میں ادا کیا تھا' اسی وقت سے باضابطہ تعارف ہوا۔ مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی کہ انکا حقیقی تعارف صرف مجھے نہیں بلکہ اہل خانیوال کو انکے جنازہ پر ہوا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سارا شہر نہیں بلکہ سارا ملک ہی حضرت کے دیدار کے لئے امڈ آیا ہے۔ میڈیا نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ خانیوال کی تاریخ نے اس سے قبل اتنا بڑا جنازہ نہیں دیکھا۔

حضرت الشیخ سے جب ملاقات ہوتی تو سلام کے بعد پہلا سوال ہمیشہ یہ ہی ہوتا کہ کیا حال ہے، نہایت شفقت سے پیش آتے۔ آج بھی جب کبھی انکی وجیہ بارعب' متانت سے بھرپور شخصیت کا عکس آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو دل سوز سے اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ بلاشبہ متکلم اسلام ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی شخصیت تھے، ایک ذہین فطین انسان، علم و استدلال کی قوت سے مالا مال، علماء و اساتذہ کا بھرم، دین حنیف کے دفاع کے لئے ہمہ تن گوش، علم دوست اور تاریکیوں میں اجالا تھے۔ ناطق ایسے کہ الفاظ موتی بنتے جاتے اور سامعین کے کانوں میں رس گھولتے جاتے، منفرد اور اچھوتے انداز بیان کی بدولت طویل خطاب سے بھی نہ تھکنے دیتے تھے۔ دل کرتا کہ گھنٹوں بولتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ صداقت و حقیقت، دلائل و براہین سے بھرپور' حق گوئی و بے باکی جن کا اوڑھنا بچھونا تھا، نقیب کتاب و سنت، شگفتگی بھی لطافت بھی، اور مرجع علم و فن بھی، باکمال حافظہ اور اس پر مستزاد شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن القیمؒ سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ وعظ و درس اور خطبہ انتہائی سادہ لیکن علمی انداز میں ارشاد فرماتے۔ خطابت میں عالمانہ رنگ غالب ہوتا۔ اس کے باوجود آپ کے بیان میں اس قدر شیرینی اور تاثیر ہوتی کہ خواص کے علاوہ عوام بھی آپ کی محفل میں کشاں کشاں چلے آتے۔ ایک دفعہ رمضان المبارک میں تقریب تکمیل قرآن کے پرمسرت موقعہ پر خطاب کے بعد سوال و جواب کی نشست تھی برادرم حافظ محمود عبدالرشید اظہر (متعلم جامعہ اسلامیہ مدینہ نبویہ) نے اپنے بابا سے سوال کر دیا کہ لفظ قیوم کی تشریح فرما دیں تو ازراہ تفنن فرمانے لگے: آپ نے تو میرا امتحان لینا شروع کر دیا۔ اللہ اکبر! کسے معلوم تھا کہ یہ شہید اسلام کا جامعہ سعیدیہ سلفیہ میں آخری درس ہوگا۔ رمضان المبارک میں تکمیل قرآن کے موقعہ پر اکثر مساجد میں درس قرآن شہید اسلام ہی کا ہوتا تھا اور کبھی ایسا ہوتا کہ ایک رات میں دو دو درس ہوتے تھے۔

اپنی تقاریر اور خطبات میں اکثر موضوع سخن فکر آخرت، محبت رسول اور ایمانیات ہوتا تھا۔ ان موضوعات پر اس طرح بے لاگ انداز میں بیان فرماتے کہ سامع پر ایک عجیب سا وجد طاری ہوجاتا۔ یوں محسوس ہوتا کہ گویا سامع پر سکتہ طاری ہوگیا ہے۔ اصل بات یہ کہ دل کی گہرائی سے جو بات نکلتی ہے وہ اثر ضرور رکھتی ہے۔ ان کے حرف حرف میں علمیت و بدیعت، ذکاوت و طراوت کا پہلو نمایاں ہوتا' نیز زیادہ تر استدلال قرآن مجید کی آیات مبارکہ سے ہوتا۔ کم سے کم وقت میں بھی اپنے مافی الضمیر

باقی صفحہ 17 پر

اپنی تقاریر اور خطبات میں اکثر موضوع سخن فکر آخرت، محبت رسول اور ایمانیات ہوتا تھا۔ ان موضوعات پر اس طرح بے لاگ انداز میں بیان فرماتے کہ سامع پر ایک عجیب سا وجد طاری ہوجاتا۔ یوں محسوس ہوتا کہ گویا سامع پر سکتہ طاری ہوگیا ہے۔



- نام کتاب: **تقابل ادیان عالم**

مصنف: ابوخزیمہ علی مرتضیٰ طاہر

ضخامت: ۲۴۸ صفحات عام قیمت: ۲۸۰، طلبہ: ۱۴۰

تبصرہ نگار: پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی

ادیان دین کی جمع ہے اور دین راستے، طریقے اور مذہب کو کہا جاتا ہے۔ جس نے جو راستہ اختیار کیا وہی اس کا دین ہے اور وہ اپنے دین کو تمام ادیان سے بہتر خیال کرتا ہے۔ اسی بناء پر وہ اس پر گامزن رہتا ہے۔ تقابل ادیان بہت ہی دلچسپ موضوع ہے جس سے مذاہب عالم کی خوبیوں اور خامیوں کے بارے میں آگاہی ہوتی ہے۔ مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے کوئی بھی شخص اپنے لیے راہ حق کا انتخاب کرسکتا ہے اور یقیناً مذاہب کے اس تقابل میں اسلام ہی کو برتری حاصل رہتی ہے کیونکہ یہی وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے منتخب فرمایا ہے۔

نام کتاب: **اسلام کا نظام سیاست**

مصنف: ابوخزیمہ علی مرتضیٰ طاہر

ضخامت: ۱۶۸ صفحات عام قیمت: ۲۲۰، طلبہ: ۱۱۰

تبصرہ نگار: پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی

سیاست کا میدان بہت وسیع ہے اور سیاست میں کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی۔ اتار چڑھاؤ ہوتا ہے اور ہمدردیاں تبدیل کرنے کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ سیاست انسانوں کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ سیاست کا مطلب ہے کہ کس طرح لوگوں کے جملہ مسائل کا ادراک کر کے انہیں حل کیا جائے۔ اچھے سیاستدان ہی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اسلام کا نظام سیاست کامیابی کا ضامن ہے۔

نام کتاب: **اسلام کا نظام اقتصاد**

مصنف: ابوخزیمہ علی مرتضیٰ طاہر

ضخامت: ۱۶۸ صفحات عام قیمت: ۲۲۰، طلبہ: ۱۱۰

تبصرہ نگار: پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی

اقتصادیات ایک ایسا علم ہے جس کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا، اس لیے کہ معیشت انسانی معاشرے کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس ضرورت کے تحت انسان اپنی حد تک ہر ممکن کوشش کرسکتا ہے لیکن اگر وہ علوم اقتصادیات سے واقف نہیں تو اس کی اکثر مساعی بے کار ثابت ہوں گی اور وہ ترقی نہیں کر پائے گا۔

متذکرہ تینوں کتب وفاق المدارس السّلفیہ کے شہادۃ العالمیہ کے نصاب کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب کی گئی ہیں اور نصاب کے عین مطابق ہیں۔ طلبہ کے علاوہ ہر طبقۂ زندگی کے لوگوں کے لیے ان کتب میں رہنمائی موجود ہے۔ خصوصاً علماء کرام اور وکلاء حضرات کے لیے بہت مفید ہے۔ ان کتب کو مکتبہ دارالاصلاح لاہور نے شائع کیا ہے اور درج ذیل پتہ پر مل سکتی ہیں۔

ملنے کا پتہ:

① دارالابلاغ، ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور

② مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور

③ دارالکتب السّلفیہ، ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور

④ اسلامی اکیڈمی، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

.........❀✿❀.........

وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان کا اجلاس

⊙ وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان سے ملحق مدارس/ جامعات مدیران/ ناظمین/ مہتممین کا اجلاس بتاریخ یکم اپریل 2017ء بروز ہفتہ بوقت 11:00 بجے دن بمقام جامعہ سلفیہ فیصل آباد زیر صدارت امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ صدر وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان منعقد ہو رہا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔ ایجنڈا حسب ذیل ہے: ☆ وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان کی کارکردگی کی بہتری کے لیے تجاویز ☆ ملکی حالات کے تناظر میں مدارس کو درپیش مسائل اور ان کا حل ☆ مدارس میں طلبہ کی تعداد میں کمی کے اسباب اور طلبہ کی تربیت کے اسلوب پر غور ☆ سالانہ امتحان ۱۴۳۷ھ میں اول، دوم اور سوم آنے والے طلبہ/ طالبات میں تقسیم انعامات ☆ جناب صدر کی اجازت سے گفتگو۔

منجانب: محمد یٰسین ظفر، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان

توہین رسالت کے واقعات کی روک تھام کے لیے جامع حکمت عملی اپنائی جائے

⊙ گوجرانوالہ (..........) نوید ضیاء فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ''سوشل میڈیا پر توہین رسالت کے واقعات اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان سے منعقدہ بزم نوید ضیاء سے خطاب کرتے ہوئے صدر بزم صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف نے کہا ہے کہ توہین رسالت کے واقعات کی روک تھام کیلئے جامع حکمت عملی اپنائی جائے۔ سوشل میڈیا پر اسلام کی وکالت کرنے والے نوجوان علماء واسکالرز سے مسلسل رابطے میں رہیں۔ جبکہ دینی مدارس کے طلبہ بھی اسلام اور شعائر اسلام کے خلاف ہونے والی اس جنگ میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے اور گمراہ نوجوانوں کو راہ راست پر لانے کے لئے جدید تعلیم کی طرف متوجہ ہوں۔ نوید ضیاء فاؤنڈیشن کے صدر مولانا محمد ابرار ظہیر نے اپنے خطاب میں کہا کہ توہین رسالت کے پے در پے واقعات دراصل اسلام کے خلاف جاری عالمی جنگ کا حصہ ہیں، ہمارا حکمران طبقہ چند لوگوں پر مشتمل ایک سیکولر ولبرل لابی کے ہاتھوں یرغمال بنا ہوا ہے، کبھی اسلام کا متبادل بیانیہ مانگا جا رہا ہے اور کبھی ہولی جیسے ہندوؤں کے تہوار کو نیکی کا ذریعہ قرار دیا جا رہا ہے جو انتہائی افسوسناک ہے، انہوں نے مطالبہ کیا کہ آپریشن ردالفساد کا دائرہ کار گستاخان رسول واسلام تک پھیلایا جائے۔ رانا محمد ابراہیم نفیس نے کہا کہ سوشل میڈیا پر ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے والی سائیٹس یا پیجز کو بلاک کرنے سے اظہار معذوری کرنے والے بتائیں کہ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کے خلاف کی گئی پوسٹیں کیونکر ڈیلیٹ ہو جاتی ہیں، درجنوں ایسے پیجز بھی ڈیلیٹ کروائے جا چکے ہیں، مگر اس کے برعکس مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے والی توہین رسالت اور توہین اسلام وشعائر اسلام اور مقدس شخصیات کی توہین پر مشتمل پوسٹیں کیوں آزادی اظہار رائے کے نام پر برقرار رکھی جا رہی ہیں۔ صدر اہل حدیث یوتھ فورس گوجرانوالہ حافظ مقصود احمد نے کہا کہ اسلام کی حمایت میں کسی بھی محاذ پر علمی وفکری کام کرنا ہو تو ہمارا دفتر اور یوتھ فورس کے وسائل حاضر ہیں۔ ہم پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ سوشل میڈیا ایکٹوسٹ نعمان علی ہاشمی اور عبدالسلام فیصل نے شرکائے مجلس کو اسلام آباد ہائیکورٹ میں زیر سماعت کیس کی تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے اپنی نوکری داؤ پر لگا کر اس کیس کی سماعت کی ہے۔ بزم نوید ضیاء سے راؤ محمد ایوب، حسیب الرحمان، قاری غلام مصطفیٰ، مولانا امتیاز محمدی، مولانا عباس راشد، مولانا قاری محمد شفیق بٹ، مولانا عبدالرؤف عتیق، حافظ عظیم انجم اور دیگر علماء سماجی شخصیات نے بھی شرکت کی۔

منزل کی تمنا ہے تو کر جہدِ مسلسل ......خیرات میں جُبہ و دستار نہیں ملتے

سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ' اوکاڑہ میں

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان جہد مسلسل کے لیے ضلعی' شہری اور تحصیلی جماعتوں سے رابطہ میں ہے۔ ۷ مارچ بروز منگل مرکزی وفد کی اوکاڑہ میں تشریف آوری اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ مرکزی جمعیت و اہل حدیث یوتھ فورس اوکاڑہ سٹی کے زیر اہتمام جامع مسجد قدس اہل حدیث میں نماز عصر کے بعد تنظیمی اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں شہر کے تمام یونٹس نے بڑی دلچسپی اور لگن سے بھرپور شرکت کی اور ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے بروقت نماز عصر میں باجماعت شریک ہوئے۔ ایسے ہی مرکزی وفد بھی قبل از وقت مسجد میں موجود تھا۔ اجلاس اپنے ٹھیک وقت پر تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ سٹیج پر سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ مولانا محمد نعیم بٹ' نائب ناظم مولانا حافظ محمد یونس آزاد' امیر سٹی محمد طاہر شیخ' ناظم سٹی جناب عمر فاروق لکھوی' امیر مسجد قدس جناب شیخ عبدالرحمن اور مولانا محمد اشرف عابد خطیب آزاد کشمیر تشریف فرما تھے۔ بغیر تاخیر کیے امیر سٹی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث اوکاڑہ کی مسلکی محبت اور جماعتی وابستگی کا اظہار اپنی کارکردگی کی روشنی میں کیا اور ماضی کے کئی حوالے بھی دیئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کبھی مرکز کی پالیسی کو نظر انداز نہیں کیا' بلکہ اس پر عمل پیرا ہونا اپنی سعادت اور فریضہ سمجھتے ہیں اور آئندہ بھی اپنے اسی موقف پر ثابت قدم رہیں گے۔

امیر سٹی شیخ صاحب نے جماعت کی طرف سے مرکزی وفد کا شکریہ ادا کیا کہ دن رات شہر شہر ضلع ضلع سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے جماعتی ترقی اور استحکام کے خواہاں ہیں۔ ان کے بعد نائب ناظم اعلیٰ حافظ محمد یونس آزاد نے ہاؤس سے خطاب کرتے ہوئے سیرت نبوی ﷺ کے کئی واقعات بیان کیے جن سے اخلاص' اخلاق' سخت محنت اور دین اسلام کی آبیاری کے لیے جہد مسلسل کی ترغیب ملتی تھی۔ انداز بڑا پر تاثیر اور مفید تھا۔ حافظ آزاد صاحب نے کہا کہ سنجیدگی' محبت واخوت اور باہمی ادب واحترام انسان کا زیور ہے جسے کھونا نہیں چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جو شخص بھی مسلک اور جماعت سے عقیدت کا دم بھرتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ مرکز اہل حدیث ۱۰۶ راوی روڈ لاہور سے جاری ہر پالیسی کو دل وجان سے قبول کرے۔ اس کی شناسائی کا آسان طریقہ ہے کہ جماعتی پرچہ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' کا باقاعدگی سے مطالعہ کرے۔

سب سے آخر میں مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ کو ہاؤس سے مخاطب ہونے کی دعوت دی گئی۔ حمد وثناء کے بعد انہوں نے اراکین ہاؤس کا شکریہ ادا کیا کہ ورکنگ ڈے میں اپنی مصروفیات کو پس پشت ڈال کر شارٹ نوٹس پر اجلاس میں بھرپور شرکت فرمائی اور تنظیمی حمیت کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے کہا میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی آپ ہر جماعتی' تنظیمی پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اور سرگرم عمل رہیں گے۔ ہر دعویدار کے دعوے کی صداقت کی یہی دلیل ہوتی ہے۔ محترم بٹ صاحب نے تفصیل سے بیان فرمایا کہ ملک کی اکثر مذہبی وسیاسی جماعتوں کو لیجیے وہاں آمرانہ اور فرد واحد کی منشا پر حکم لاگو ہوتا ہے مگر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کو شرف حاصل ہے کہ اس کا نظام شورائی ہے۔ ملک بھر سے شیوخ الحدیث' سکالرز' علماء کرام' ڈاکٹرز' وکلاء' دانشور اور مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے تقریباً پانچ صد ذمہ داران قرآن وسنت کی روشنی میں متفقہ یا کثرت رائے سے پالیسیاں ترتیب دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وقت نے ہمیں کبھی شرمندہ نہیں کیا۔ ہر دور میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے فیصلوں کو سراہا گیا۔ آیئے! اس کارواں کے ساتھ دل وجان سے منسلک ہو جایئے اور اپنا رابطہ مضبوط سے مضبوط تر کیجیے۔ انہوں نے مسلک اہل حدیث کی فضیلت میں کہا کہ یہ مسلک حق فرش پر نہیں بنا بلکہ عرش سے آیا ہے' اس کو مخلوق نے نہیں بنایا بلکہ خالق نے بنایا ہے۔ اسی لیے ہم نے کتاب وسنت کا پرچم لہرایا ہے۔ جسے پیغام ٹی وی نے دنیا میں پھیلایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نعرے تو لگاتے ہیں ساجد میر قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ حافظ عبدالکریم قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ ساتھ کیسے نبھاؤ گے اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر جماعتی فیصلہ کو من وعن تسلیم کر کے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائی جائیں۔ اس کے علاوہ ایک سبق آموز کہانی سنا کر انہوں نے عزم بالجزم کا درس دیا۔

شاخ گل اونچی ہے نہ دیوار چمن بلبل
تیری ہمت کی کوتاہی تیری قسمت کی پستی ہے

اذان مغرب کا ٹائم ہو رہا تھا تو سینئر ناظم اعلیٰ مرکزیہ کی رقت آمیز دعا سے اجلاس اختتام کو پہنچا۔ اجلاس میں حافظ آصف الرحمن یزدانی صدر AYF' قاری عبدالقوی جنرل سیکرٹری AYF' محترم طارق محمود نائب ناظم سٹی اوکاڑہ' محترم محمد دین ناظم مالیات' مولانا محمد اقبال اسلام پوری' محمد نعیم محی الدین اور دیگر ذمہ داران موجود تھے۔ واپس روانگی سے قبل مرکزی وفد نے امیر سٹی محمد طاہر شیخ کی دعوت پر محمدی ویلفیئر ہسپتال شالیمار ٹاؤن کا وزٹ بھی کیا جو کہ ۴ کنال قطعہ ارضی پر مشتمل ہے اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر انتظام ہے۔ مہمانان گرامی نے تعمیر' صفائی' ستھرائی' انتظام والنصرام' عملہ کی کارکردگی اور کثرت سے مریضوں کے مستفید ہونے پر خوشی کا اظہار کیا اور محمد طاہر شیخ واحباب انتظامیہ کے لیے ڈھیروں دعاؤں کا تحفہ چھوڑا۔ حافظ محمد یونس آزاد نے شیخ صاحب کو مزید مفید مشوروں سے نوازا چونکہ حافظ آزاد لاہور میں خود ابو ہریرہؓ ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر انتظام ایک بہترین ہسپتال چلا رہے ہیں' اس پر امیر سٹی نے شکریہ ادا کیا اور سب نے اپنی اپنی راہ لی۔

نان کوٹہ ہولڈر ٹوور آپریٹرز عازمین حج کو لوٹ رہے ہیں۔ حافظ شفیق کاشف

⊙ حج آرگنائزرز ایسوسی ایشن آف پاکستان ہوپ کے مرکزی راہنما حافظ شفیق کاشف نے کہا ہے کہ غیر رجسٹرڈ (Non Regestered) حج ٹوورز آپریٹرز کی طرف سے حج بکنگ کا نوٹس لیا جائے، سستے حج کا جھانسہ دے کر بعض ٹریول ایجنٹس نے حج کی بکنگ شروع کر رکھی ہے جو ہر سال عوام سے بھاری رقوم بٹور کر رفو چکر ہو جاتے ہیں لہٰذا ایف آئی اے اور وزارت مذہبی امور اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ اس سلسلہ میں حکومت وقت کو چاہیے کہ وہ وزارت مذہبی امور سے رجسٹرڈ شدہ اور کوٹہ ہولڈرز حج آپریٹرز کے ساتھ ساتھ انرولڈ نان کوٹہ ہولڈرز ٹوورز آپریٹرز کی فہرست اپنی ویب سائٹ اور الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا پر بھی مشتہر کرے تا کہ عازمین حج کو لوٹ کھسوٹ سے بچایا جا سکے' بصورت دیگر حکومت کو ایک بہت بڑے بحران کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں گذشتہ دنوں سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے ایک فیصلے میں گذشتہ سال عازمین حج سے فراڈ کرنے والی نان کوٹہ ہولڈر کمپنیوں کے خلاف مقدمات درج کرنے اور متاثرہ عازمین حج کو رقوم واپس کرنے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سابقہ حکومت نے تین ہزار کمپنیوں کو رجسٹرڈ کر لیا تھا لیکن حکومت کے پاس ان کو دینے کے لیے کوٹہ نہیں تھا اور نہ موجودہ حکومت کے پاس ہے لیکن ایسے ٹوورز آپریٹرز سابقہ برسوں کی طرح اس سال بھی حج کی بکنگ کر رہے ہیں' لہٰذا عدالتِ عظمیٰ کے فیصلے کی روشنی میں اقدامات کیے جائیں۔

اخبار الجماعۃ

مرکزی جمعیت اہل حدیث کراچی کی سالانہ رپورٹ

⊙ مؤرخہ ۲۶ فروری ۲۰۱۷ء بروز اتوار امیر محترم جناب پروفیسر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ کی صدارت میں صوبہ سندھ کی کابینہ وشوریٰ کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس میں مختصر رپورٹ پیش کی گئی:

۱۰/اپریل ۲۰۱۶ء کو سندھ کی سطح کا اجلاس قیوم آباد کراچی میں ہوا جس میں سابقہ جماعۃ السنۃ کے تمام ممبران واراکین مرکزی جمعیت میں شمولیت پر ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا۔ صدارت الشیخ ابوتراب حفظہ اللہ نے فرمائی۔

۱۲/اپریل کو جہانگیر آباد میں ادارہ فروغ قرآن والسنہ میں جناب مفتی محمد یوسف قصوری صاحب کی صدارت میں اجلاس ہوا جس میں چھ ماہ کی عبوری مدت کے لیے ۵ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی جسے سیاسی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

یکم مئی بروز اتوار جامعہ سلفیہ میر پور خاص میں تقریب بخاری میں مفتی یوسف قصوری' ابراہیم طارق' عامر نجیب اور قاری خلیل الرحمٰن جاوید شریک ہوئے۔

۶/مئی کو الشیخ ابوتراب کی سربراہی میں جماعتی وفد نے نائب سعودی قونصلیٹ سے ملاقات کی۔

۱۴/مئی بروز ہفتہ سہ پہر چار بجے پریس کلب کراچی میں APC کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت محترم جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ مرکزیہ نے کی جبکہ جناب علی محمد ابوتراب نے مہمان خصوصی تھے جس میں کراچی جماعت کی کابینہ اور دیگر مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین بھی شریک ہوئے۔ اسی روز ادارہ فروغ قرآن والسنہ میں محترم جناب حافظ عبدالکریم اور محترم جناب شیخ ابوتراب صاحب کی صدارت میں ایک تعارفی مگر عظیم الشان جلسہ بھی رکھا گیا جو رات 1 بجے تک جاری رہا۔

یکم اگست بعد نماز مغرب قیوم آباد کے مرکزی دفتر میں مفتی یوسف قصوری صاحب کے والد گرامی اور جناب اسلم کبوہ کی صاحبزادی کی وفات پر ایک تعزیتی اجلاس میں دعائے مغفرت کی گئی۔

۱۰/اگست جناب ابوتراب صاحب کی سربراہی میں تین رکنی وفد نے سعودی نائب قونصلیٹ جناب فیحان الخثیمین سے ملاقات کی۔ وفد میں مفتی محمد یوسف اور قاری خلیل الرحمٰن بھی شریک ہوئے۔

۱۴/اگست جامعہ سلفیہ نوکوٹ میں مولانا حسن محمد سموں نے یوم آزادی کی تقریب منعقد کی۔

۲۰/اکتوبر بروز پیر ہوٹل کراچی میں شیخ ابوتراب صاحب کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا جس میں جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ بھی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔

۲۰/نومبر بروز اتوار ضلع بدین کے علاقہ حاجی سوبارا ابڑو میں بعد نماز عشاء کانفرنس میں شرکت کی جس میں کراچی سے جناب ابراہیم طارق' افضل مسعود' عامر نجیب' بھائی عرفان اور قاری خلیل الرحمٰن نے شرکت کی جبکہ سکھر سے تشریف لانے والے جناب عبدالرحمٰن ثاقب بھی ہمراہ تھے۔

ہوٹل لاہور میں بوزارت مذہبی امور کی جانب سے ہونے والی علماء ومشائخ کانفرنس میں سندھ سے جماعتی نمائندگی کی حیثیت سے شرکت کی وزارت مذہبی امور کی طرف سے ہونے والی سیرت کانفرنس میں شرکت کی اور 106 راوی روڈ لاہور مرکز میں بھی حاضری دی۔

۲۴/دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء سی ایریا لیاقت آباد میں سالانہ کانفرنس میں جماعت کی نمائندگی کی۔

۳۰/دسمبر بروز جمعہ بعد نماز عشاء حیدر آباد میں جناب امیر عبداللہ فاروقی اور شکیل اختر کی دعوت پر غیر اہل حدیث کے گھر پر توحید وسنت کی دعوت پیش کی اور الحمد للہ مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

یکم فروری بروز بدھ نادرن بائی پاس پر شیخ ابوتراب حفظہ اللہ کی محنتوں اور کوششوں سے اسلامک ایجوکیشن کمپلیکس کا سنگ بنیاد وفاقی وزیر برائے مذہبی امور جناب سردار محمد یوسف صاحب کے دست مبارک سے رکھا گیا۔

ہنگامی اجلاس قیوم آباد بعد نماز مغرب رکھا گیا جس میں میت گاڑی اور دیگر امور زیر بحث آئے۔

۲۵/فروری بروز ہفتہ کراچی ایئر پورٹ پر امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کے استقبال کے لیے کثیر تعداد میں احباب موجود تھے۔

رپورٹ: ابوانشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید' ناظم کراچی

صدر جمعیۃ اساتذہ کا دورہ جنوبی پنجاب

⊙ جمعیۃ اساتذہ پاکستان کے صدر پروفیسر حافظ عتیق اللہ عمر ۲۳ مارچ سے جنوبی پنجاب کا چار روزہ دورہ کر رہے ہیں۔ ان کے ہمراہ حافظ عبداللطیف وٹو ناظم دورہ جات' حافظ عمر یزدانی اور حافظ عبدالعظیم ربانی بھی ہوں گے۔ آپ ڈیرہ غازیخاں' رحیم یار خاں' بھکر' لیہ' راجن پور' ملتان' دہاڑی اور خانیوال میں پروگرام اور تربیتی ورکشاپس سے خطاب کریں گے۔

منجانب: محمد طارق جاوید' ناظم دفتر جمعیۃ اساتذہ پاکستان

مولانا محمد ابراہیم میر پوری کی پاکستان آمد

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے مرکزی رہنما ممتاز عالم دین اور اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ برمنگھم کے چیئر مین حضرت مولانا محمد ابراہیم میر پوری گذشتہ ہفتے دبئی میں چند روزہ قیام کے بعد کوٹلی (آزاد کشمیر) پہنچے ہیں۔ اسلام آباد ایئر پورٹ پر ان کے احباب نے خیر مقدم کیا۔ انہوں نے ۱۷ مارچ کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد کوٹلی میں اور ۲۴ مارچ کا جامع اہل حدیث میر پور میں ارشاد فرمایا۔ وہ چند روز کے لیے تھرپارکر سندھ جائیں گے اور ٹرسٹ کے زیر تکمیل دینی ورفاہی منصوبوں کا معائنہ کریں گے۔ واپسی پر وہ مرکزی قائدین سے ملاقات کریں گے اور گوجرانوالہ بھی تشریف لائیں گے۔ ان سے رابطہ کا نمبر نوٹ فرمالیں: 0340-0185087 (ادارہ)

حافظ شریف اللہ شاہد حفظہ اللہ کی مرکز آمد!

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے مرکزی ناظم تبلیغ حافظ شریف اللہ شاہد حفظہ اللہ 16 مارچ 2017ء کو مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ تشریف لائے۔ انہوں نے امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ اور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ المرکزیہ پاکستان اور دیگر قائدین سے ملاقاتیں کیں اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ بعد ازاں دفاتر کا وزٹ بھی کیا' امیر محترم اور ناظم اعلیٰ کی قیادت پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا اور ان کی جماعتی خدمت کو سراہا اور دونوں قائدین کے لیے ڈھیروں دعائیں کیں۔ نیز پیغام ٹی وی کو جماعت کا ایک اہم پراجیکٹ قرار دیا اور اس کی نشریات کو بیحد سراہا۔

منجانب: محمد عمران مجاہد فیروز وٹواں ضلع شیخوپورہ

حرمت رسول ﷺ کانفرنس

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور کے زیر اہتمام سالانہ ضلعی اہل حدیث کانفرنس بسلسلہ حرمت رسول ﷺ بتاریخ 30 اپریل 2017ء بروز اتوار صبح 11 بجے تا نماز مغرب زیر صدارت قاری عبدالمتین اصغر امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور' بمقام مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور منعقد ہو رہی ہے۔ ملک بھر سے جید علماء کرام' عظیم مذہبی سکالرز' ممتاز دانشور خطابات فرمائیں گے۔ قائد ملت سلفیہ علامہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا خصوصی خطاب ہوگا۔

منجانب: امتیاز احمد مجاہد' ناظم لاہور

مرکزی جمعیت و AYF ضلع سرگودھا کی سرگرمیاں

⊙ ماہ فروری ۲۰۱۷ء ضلع بھر کے مختلف مقامات پر عظمت قرآن کے عنوان پر پانچ کانفرنسیں منعقد ہوئیں:

❀ ۷ فروری...... چک نمبر ۱۲۸ جنوبی میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا بہادر علی سیف (سمندری) قاری محمد اسلم ربانی، مولانا عبدالرحمن سلفی نے خطابات کیے۔

❀ ۸ فروری...... چک نمبر ۱۲۷ شمالی سلانوالی میں مولانا بہادر علی سیف، مولانا محمد حنیف فیصل آبادی، امیر ضلع مولانا سرفراز احمد نے کانفرنس سے خطابات کیے۔

❀ ۱۳ فروری...... بروز سوموار بمقام بستی کلیار فاروقہ میں حافظ محمد فیاض شیخوپوری، حافظ سیف اللہ کبیر پوری، حافظ محمد گلزار نے کانفرنس سے خطابات کیے۔

❀ ۱۸ فروری...... بروز ہفتہ چک نمبر ۱۴۲ جنوبی میں مولانا محمد اویس قرنی فیصل آبادی، حافظ مظہر الاسلام، مولانا سرفراز احمد نے خطابات کیے۔

❀ ۲۳ فروری...... جامع مسجد اہل حدیث بلاک نمبر ۱ بھلوال شہر میں مولانا محمد ابراہیم محمدی وزیر آبادی، حافظ محمد یعقوب، حافظ محمد ابوبکر صدیقی نے خطابات کیے۔

شعبہ خدمت خلق میں کردار

❀ ۱۳ نومبر ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک سے تا حال مدرسہ سلفیہ دارالکتاب والسنہ پل نمبر ۱۱۱ جنوبی سرگودھا میں مسلسل ۱۵ دن کے وقفے سے ذہنی و جسمانی معذور افراد کے لیے فری میڈیکل کیمپ لگایا جا رہا ہے۔ جس میں مریضوں کا مفت چیک اپ اور ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ مریضوں اور ان کے لواحقین کے لیے کھانے کا بھی انتظام ہوتا ہے۔

المرسل: کاشف علی جنرل سیکرٹری AYF ضلع سرگودھا

ضلع پاکپتن کے وفد کی مرکز لاہور آمد!

⊙ 18 مارچ کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع پاکپتن کے امیر جناب قاری محمد یحییٰ صابر، جناب محمد شکیل علوی ناظم مالیات اور رکن شوریٰ جناب محمد لیسین یزدانی مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ تشریف لائے۔ انہوں نے احباب مکتب سے ملاقات کی اور مرکزی جماعت کے بیت المال میں ضلعی جمعیت کی طرف سے پچاس ہزار روپے جمع کروائے اور ہفت روزہ اہل حدیث کی توسیع اشاعت میں حصہ لینے کا وعدہ فرمایا۔ (ادارہ)

وی پی آ رہا ہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی واخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

Weekly **AHL- E - HADITH**
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
CPL No 116
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith 042-37720257
Paigham T.V: 042-37722876

چلو چلو جامعہ ابن تیمیہ سندر چلو

جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لاہور کے زیر اہتمام

زیر سرپرستی
فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالوحید روپڑی

مہمان خصوصی متوقع آمد
ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب

جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ
30 کلومیٹر سندر اڈا
نزد ٹوٹل پمپ لاہور

31 مارچ 2017
بروز جمعۃ المبارک تا رات گئے

زیر نگرانی
ابوتقی مولانا حفیظ الرحمن لکھوی

تلاوت
قاری محمد عاصم صاحب

تلاوت
قاری عبدالمجید سالک صاحب
مدرس جامعہ ہذا

تلاوت
مولانا احسان اللہ

سالانہ تقریب
22 ویں صحیح بخاری شریف

حافظ ظفر اللہ خان

زیر صدارت
پروفیسر ثناء اللہ خان

نظم
ابوہریرہ

نظم
عبدالوہاب صدیقی

مولانا حفیظ الرحمن لکھوی
مولانا عبیداللہ انور
حافظ مولانا عبدالوہاب

درس صحیح بخاری

فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرشید تونسوی

فضیلۃ الشیخ سید محمد یحیی شاہ

خطبہ جمعۃ المبارک
حافظ عبدالوحید روپڑی

نقابت
حضرت عبدالرزاق
مولانا شفیق الرحمن فرخ

جامعہ کے تمام شعبہ جات ... 1438ھ ...
اس سال بھی جامعہ کے 2 طلباء کا داخلہ ہوا ہے

ولی کامل شیخ الحدیث عبدالمنان راسخ صاحب فیصل آباد

محترم حضرت مولانا منظور احمد گوجرانوالہ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفار پی ایچ ڈی

حافظ محمد یوسف پسروری صاحب

فضیلۃ الشیخ پروفیسر حافظ ضیاء اللہ برنی روپڑی

حافظ تقی الرحمن لکھوی

حافظ محمد یوسف صاحب

مولانا الطاف الرحمن شاہ

محمد سلیم محمد عبداللہ صاحب

الداعی الی الخیر
ابوتقی حفیظ الرحمن لکھوی
مدیر جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ
وچیئرمین ابن تیمیہ اسلامک ٹرسٹ پاکستان
0302-4270956
0333-4228855